COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

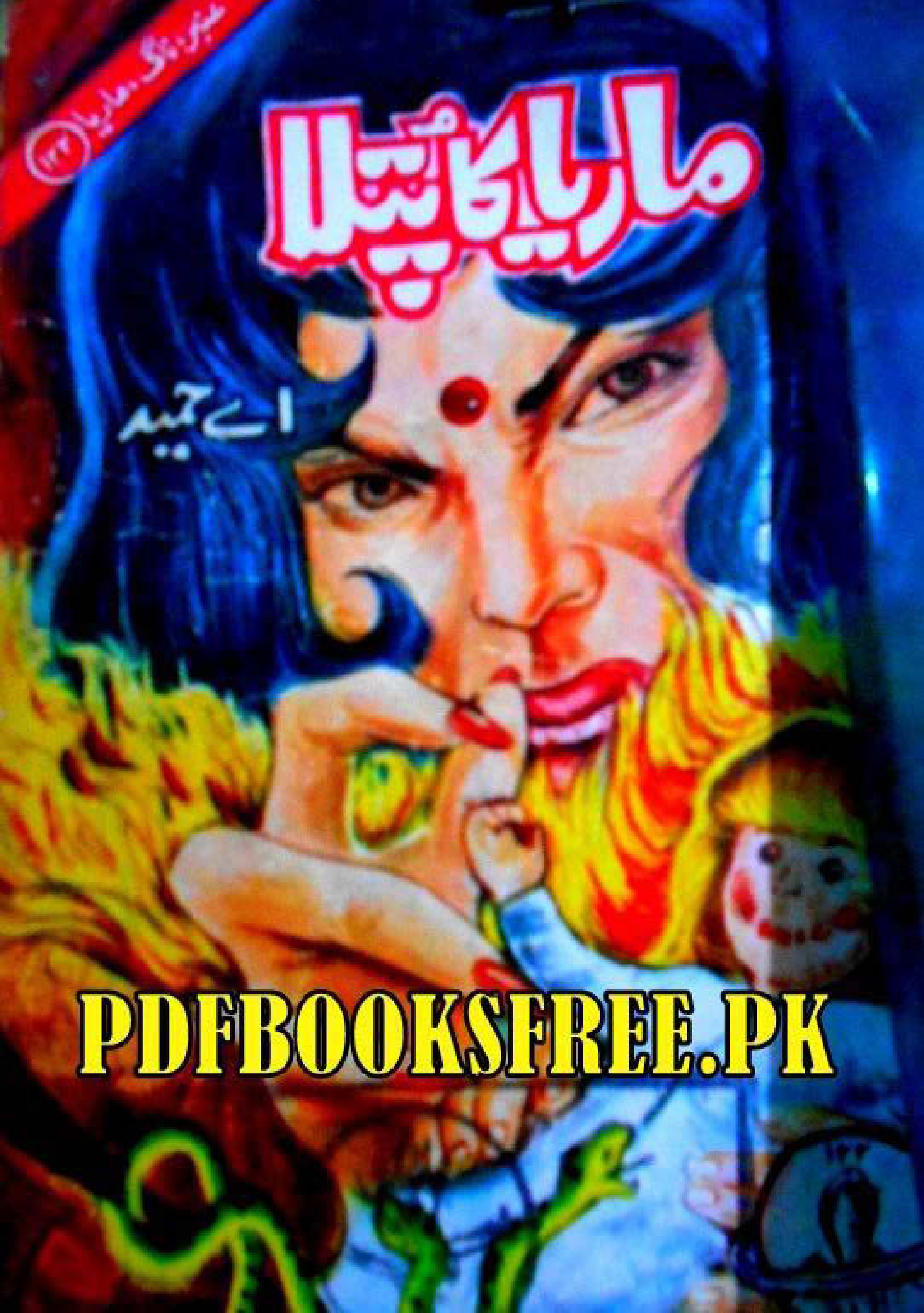

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شہباز لائبریری اینڈ بکسٹال
[illegible]

عنبر ناگ ماریا اور کیپٹن خلا میں

ماریا کا پُتلا

اے۔ حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیارے ساتھیو!

فیصل آباد سے ہماری ساتھی نسیمہ خان نے لکھا ہے کہ اپنی خالہ زاد بہن سے ملنے لاہور آئی تو ایک دن وہ گھر میں نہیں تھی اور میں اکیلی بور ہو رہی تھی۔ تو میں نے اس کی الماری میں سے ایک کتاب نکال کر پڑھی۔ اس کی کہانی اس قدر پسند آئی کہ بیان نہیں کر سکتی۔ یہ کتاب عنبر ناگ ماریا کی تھی۔ مجھے کہانی کے ساتھ ساتھ بہت قیمتی سبق بھی حاصل ہوا ہے اور مجھے اچھے برے کی پہچان ہو گئی ہے۔ ہمیں بھی بڑی خوشی ہے کہ نسیمہ خان صاحبہ کو ہماری کہانیاں پڑھ کر نیکی اور برائی کی پہچان ہو گئی ہے اور سبق بھی ملا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ ہمارے تمام ساتھی ہمیشہ نیکی کی زندگی بسر کریں اور برائی کے پاس بھی نہ پھٹکیں کیونکہ برائی کا انجام ہمیشہ برا ہوتا ہے

آپ کا انکل

اے حمید

۲۵۴ رائن راوچمن۔ سمن آباد ——— لاہور

قیمت -/۵۰ روپے

شہباز لائبریری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

- مجھے بچاؤ
- ماریا کراچی میں
- مندر میں سانپ
- پرانے قبرستان کا خزانہ
- ماریا کا پتلا

مجھے بچاؤ

بے ہوش لڑکی کو کمرے سے باہر لایا گیا۔

اسے صوفے پر لٹا کر پہلے بدمعاش نے اسے کالے رنگ کے پلاسٹک کے تھیلے میں بند کر کے تھیلے کے اوپر سوراخ بنا دیئے تاکہ تازہ ہوا اندر جاتی رہے۔ اتنے میں اس کا ساتھی بھی آگیا۔ انہوں نے بے ہوش لڑکی کو اٹھایا اور ہوٹل کی پچھلی سیڑھی سے نیچے لے آئے۔ پیچھے ان کی ویگن کھڑی تھی۔ ماریا بھی ان کے ساتھ ساتھ تھی۔ وہ یہ سراغ لگانا چاہتی تھی کہ لاشاری فنکار کا اڈہ کہاں ہے۔ اسے یقین تھا کہ وہاں دوسرے اغوا کئے ہوئے لڑکے اور لڑکیاں بھی ہوں گی۔ ماریا ان سب کو وہاں سے نکالنا چاہتی تھی۔ اسی لئے وہ خاموش تھی۔

بے ہوش لڑکی کو ویگن میں ڈال کر دونوں بدمعاشوں نے ویگن کا دروازہ بند کیا اور ویگن سٹارٹ کر کے سڑک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی سمت ہائی وے پر روانہ ہو گئے۔ ماریا بھی ویگن میں گھس کر ان دونوں کے پیچھے بے ہوش لڑکی کے تھیلے کے پاس بیٹھ گئی۔ دونوں بدمعاش آپس میں باتیں کرنے لگے۔ ان کی باتوں سے پہلی بار ماریا کو پتہ چلا کہ وہ کراچی شہر میں آ گئی ہے اور ویگن کراچی سے کے کسی ویران علاقے کی طرف جا رہی ہے۔ جہاں خرکاروں کا کیمپ ہے۔ ماریا نے جھک کر بے ہوش لڑکی کو دیکھا اس کا چہرہ ذرا سا کھول دیا گیا تھا۔ لڑکی بڑی بھولی بھالی تھی۔ اس کے بال کھلے تھے اور اس نے شلوار قمیض پہن رکھی تھی۔ گلے میں ریشمی دوپٹہ تھا۔ لڑکی کسی گھرانے کی معلوم ہوتی تھی۔

ویگن کراچی شہر سے جب کافی دور آ گئی تو ہائی وے کی بڑی سڑک چھوڑ کر ایک طرف کچی سڑک پر اتر گئی ویگن اس سڑک پر دو گھنٹے تک سفر کرتی رہی۔ راستے میں ایک دریا بھی آیا۔ دریا کے پار کھیت اور جنگل کے باغ تھے جو اندھیری رات میں سیاہ دھبے معلوم ہو رہے تھے۔ صبح ہو رہی تھی کہ ویگن مٹی کی چھوٹی چھوٹی ٹیکریوں کے درمیان ایک جگہ رک گئی۔

ماریا نے ویگن سے نکل کر دیکھا کہ کچھ فاصلے پر زمین میں کھدائی ہو رہی تھی۔ کئی مزدور کدالیں لئے زمین کھود رہے تھے۔ ان میں چھوٹی عمر کے لڑکے بھی تھے اور لڑکیاں بھی تھیں۔ ایک آدمی بندوق کاندھے سے لٹکائے ہنٹر ہاتھ میں لئے ان کی نگرانی کر رہا تھا۔ دونوں بدمعاشوں نے لڑکی کو وہیں ویگن میں ہی رہنے دیا اور خود کیمپ کی طرف گئے۔ ماریا لڑکی کے پاس آ گئی۔ لڑکی کو تھیلے میں سے نکال کر ویگن کی پچھلی سیٹ پر لٹا دیا گیا تھا۔ وہ ابھی تک بے ہوش تھی۔

اتنے میں دونوں بدمعاش ایک کالے رنگ کے موٹے تازے آدمی کے ساتھ واپس آئے۔ وہ اس موٹے آدمی کو لاشاری کہہ کر بلا رہے تھے۔ گویا یہ اس خرکار کیمپ کا مالک تھا۔ اس نے کمر میں پستول لٹکا رکھا تھا۔ اس کا چہرہ کرخت اور جنگلی آدمیوں ایسا تھا۔ اس نے ویگن میں داخل ہو کر بیہوش لڑکی کو دیکھا۔ پھر جیب سے نوٹوں کی گڈی نکال کر دونوں بدمعاشوں کو دی اور کہا

"اسے میرے ڈیرے پر پہنچا کر تم جا سکتے ہو۔ یہ پورے پندرہ ہزار روپے ہیں۔ اس سے زیادہ میں ایک پیسہ نہیں دے سکتا۔"

دونوں بدمعاشوں نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ آپس میں نوٹ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باندھ دیئے اور بے ہوش لڑکی کو لاشاری کے ڈیرے کا ایک ک
میں ڈال کر واپس کراچی کی طرف چل پڑے۔ ماریا بھی ان کے
ہی ویگن میں بیٹھ گئی۔ جب ویگن دریا کے پل پر پہنچی تو ماریا
آہستہ سے کہا

"گاڑی رکو"

دونوں بدمعاش چونک پڑے۔ وہ ایک دوسرے کو د
لگے۔

"یہ کس کی آواز تھی؟" ایک نے سوال کیا

دوسرے نے کہا

"آواز میں نے بھی سنی ہے۔ کوئی عورت ب
رہی تھی۔"

ماریا نے ویگن کی بریک پر اپنا پاؤں رکھ کر ز
سے دبایا۔ گاڑی کے پہیئے چرچرائے اور پھر ایک
رک گئے۔

"کوئی بھوت ہے یہاں۔ بھاگو"

ایک بدمعاش یہ کہہ کر ویگن کا دروازہ کھول کر با
کودا تو ماریا نے اسے وہیں دبوچ لیا۔ اور دوسرے بدمعاش
گردن سے پکڑ لیا۔ پھر کہا۔

"تم دونوں کے پاس جو پندرہ ہزار روپے

نوٹ ہیں وہ نکال کر سیٹ پر رکھ دو۔ یہ تم نے ایک معصوم بچی کو فروخت کر کے حاصل کئے ہیں۔ جلدی کرو۔"

دونوں بدمعاش سہمے ہوئے تھے انہوں نے فوراً نوٹ نکال کر سیٹ پر رکھ دیئے۔ ماریا نے ان کی گردنیں چھوڑیں اور نوٹ اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لئے۔ نوٹ سیٹ پر سے غائب ہو گئے۔ دونوں بدمعاش خوفزدہ تھے۔ ان کو پسینے آ رہے تھے۔ ماریا نے کہا

"تم ظالم لوگ ہو۔ ماں باپ کے جگر کے ٹکڑوں کو اغواء کر کے خرکاروں کے ہاں بیچ دیتے ہو۔ تمہیں زندہ نہیں رہنا چاہیئے۔"

اس کے ساتھ ہی ماریا تیزی سے جیپ میں سے باہر آگئی اور جیپ کو زور سے دھکا دیا۔ جیپ پل پر سے لڑھک کر دھڑام سے دریا میں گر پڑی۔ دونوں بدمعاشوں اور شیطانی کام کرنے والے سنگ دل آدمیوں کو ان کے انجام تک پہنچانے کے بعد ماریا تیزی سے خرکاروں کے کیمپ کی طرف پرواز کر گئی۔

خرکار کیمپ کا مالک لاشاری ایک کوٹھڑی میں اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ موجود تھا۔ وہ بے ہوش لڑکی کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔ لڑکی کے منہ پر پانی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سکے جھٹکے مار سے چلا رہے تھے۔ ماریا بھی خاموشی سے کوٹھڑی میں داخل ہو کر ایک طرف کھڑی ہو گئی۔ لاشاری کرخت آواز میں بولا۔

"ابھی اسے یہاں پڑے رہنے دو۔ تم لوگ باہر پہرہ دو۔ جب اسے ہوش آ جائے تو مجھے خبر کر دینا۔"

لاشاری باہر نکل گیا۔ اس کے ساتھی کوٹھڑی کو بند کر کے تالا لگا کر باہر بچھی ہوئی چارپائی پر بیٹھ گئے۔ بندوقیں انہوں نے اپنے پاس ہی رکھ لیں اور ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے۔

ماریا اندر بے ہوش لڑکی کے پاس دوسری چارپائی پر بیٹھ گئی۔ لڑکی کو اب کچھ کچھ ہوش آنے لگا تھا۔ چند لمحوں کے بعد لڑکی نے آنکھیں کھول دیں۔ ماریا کے لئے بڑی مشکل تھی کہ اس لڑکی پر اپنا آپ کس طرح سے ظاہر کرے۔ وہ ضرور ڈر جائے گی۔ مگر اسے اعتماد میں لینا اور اسے حوصلہ دینا بھی ضروری تھا۔ ماریا دوسرے اغوا شدہ بچوں کو بھی وہاں سے نکالنا اور ڈاکو کیمپ کے بدمعاشوں کو ان کے جرم کی پوری پوری سزا بھی دینا چاہتی تھی

لڑکی کوٹھڑی میں ادھر ادھر سہمی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگی۔ ماریا اٹھ کر اس کی چارپائی کے قریب گئی اور آہستہ سے بولی۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

لڑکی نے غیبی آواز سنی تو اس کا جسم مارے خوف کے ٹھنڈا پڑ گیا۔ ماریا نے فوراً کہا

"ڈرو نہیں بہن۔ میں کوئی بھوت پریت نہیں ہوں۔ میں تمہاری ہمدرد سہیلی ہوں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ تم مجھے دیکھ نہیں سکتیں۔ میں تمہاری طرح کی لڑکی ہوں۔ میں تمہاری مدد کرنے یہاں آئی ہوں۔ مجھے اپنا نام بتاؤ"

لڑکی کا دل دہشت کے مارے زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔ یہ ایک عورت کی آواز تو صاف سنائی دے رہی تھی مگر عورت خود نظر نہیں آ رہی تھی۔ ماریا نے ایک بار پھر اسے تسلی دی۔ اس کے میٹھے اور محبت بھرے لہجے سے لڑکی نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"میرا نام فرزانہ ہے۔ مگر تم کون ہو؟ کیا تم کوئی روح ہو؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے اس کو تسلی دینے کے لئے کہا

"تم یہی سمجھ لو کہ میں ایک عورت ہوں اور آسمانوں سے تمہاری مدد کرنے یہاں آئی ہوں"

مرینہ نے گڑگڑا کر کہا

"خدا کے لئے مجھے یہاں سے نکالو۔ مجھے میرے گھر پہنچا دو۔ ڈیڈی ممی تو میرے غم میں نڈھال ہو رہے ہوں گے"

اس کی آواز کوٹھڑی کے آگے بیٹھے دونوں پہرے دار خرکاروں نے سنی تو جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے

"یہ لڑکی اندر کس سے باتیں کر رہی ہے!"

ایک خرکار نے کہا اور فوراً تالا کھول کر اندر داخل ہو گئے۔

ماریا نے سرگوشی میں مرینہ کو چپ رہنے کی تاکید کی۔ دونوں خرکار کوٹھڑی میں آ کر غور سے ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ کوٹھڑی میں دیا جل رہا تھا اور لڑکی سہمی ہوئی چارپائی پر سمٹی بیٹھی تھی۔

"تم کس سے باتیں کر رہی تھیں!" ایک خرکار گرج کر بولا۔

مرینہ بے چاری کیا جواب دیتی۔ سر ہلانے لگی کہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ دوسرے خرکار نے کہا

"ارے یار! یہ خواب میں باتیں کر رہی ہوگی چلو۔ سردار قاشاری کو بتاتے ہیں کہ لڑکی کو ہوش آگیا ہے"

خرکار باہر چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی ماریا نے کہا

"مرینہ! تم گھبراؤ نہیں۔ میں تمہیں یہاں سے نکال کر تمہارے ممی ڈیڈی کے پاس ضرور پہنچا دوں گی"

مرینہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اس نے کانپتی آواز میں پوچھا۔

"یہ لوگ کون ہیں۔ میں کہاں آگئی ہوں"

ماریا نے کہا

"یہ لوگ خرکار ہیں۔ جس آدمی نے تمہیں تمہارے مکان سے اغوا کیا تھا وہ تمہیں خرکاروں کے ہاں پندرہ ہزار روپے میں فروخت کر دیا ہے۔ یہاں کچھ دوسرے لڑکے اور لڑکیاں بھی مصیبت کے دن گزار رہی ہیں میں ان سب کو اس جہنم سے نجات دلانا چاہتی ہوں"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ کہہ رہی تھی کہ کوٹھڑی کا دروازہ دھڑاک سے کھل گیا۔ اور
دیکھا سردار لاشاری اندر داخل ہو رہے تھے وہ غرایا۔

"اس کو ہوش آ گیا ہے۔ فوراً اسے لے
اس کی ٹانگ پر لوہا گرم کر کے مہر لگاؤ اور پھر
کر اسے کام پر لگا دو۔"

دونوں نوکر اس کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے مرینہ
کو اٹھایا اور گھسیٹتے ہوئے کوٹھڑی سے نکال کر دوسری
کوٹھڑی کے باہر والی جگہ لے گئے۔ جہاں چولہے میں
آگ دہک رہی تھی اور لوہے کی ایک سلاخ گرم ہو رہی
تھی مرینہ چیخنے لگی۔ مگر نوکروں کو بھلا کب رحم آتا تھا
انہوں نے مرینہ کو چارپائی پر رسیوں سے جکڑ دیا۔ سردار
لاشاری ایک طرف کو جاتے ہوئے غرایا۔

"اس کی ٹانگ پر گرم مہر لگا کر اسے کام
لگا دینا۔"

سردار لاشاری چلا گیا۔ دونوں نوکر وہاں موجود تھے
ان میں سے ایک نے مرینہ کی ٹانگ پر سے کپڑا
ہٹا دیا۔ دوسرے نوکر نے آگ میں سے لوہے کی
سلاخ باہر نکالی۔ لوہے کی سلاخ کے آگے جو مہر تھی
سرخ ہو رہی تھی۔ مرینہ نے چلا کر کہا

"ایک دل والو! تم کہاں ہو؟ مجھے ان ظالموں
سے بچاؤ۔"

یہ پہلی لڑکی مرینہ نے ماریا کی آواز سنی تھی۔ ماریا اس
کے قریب ہی کھڑی تھی مگر وہ گرم سلاخ کے باہر نکلنے
جانے کا انتظار کر رہی تھی۔ نوکر نے قہقہہ لگا کر کہا

"یہ کس نیک دل والے کو پکار رہی ہے؟"

دوسرا قہقہہ مار کر بولا۔

"اپنی ماں کی روح کو پکار رہی ہے۔"

ماریا کو اس نوکر پر بہت غصہ آیا۔ ماریا آگے بڑھی
جس نوکر کے ہاتھ میں گرم دہکتی ہوئی سرخ سلاخ تھی۔
وہ آہستہ آہستہ اسے مرینہ کی ٹانگ کی طرف لا رہا تھا
تاکہ ٹانگ کو داغ دیا جائے۔ ماریا نے لپک کر اس
کے ہاتھ سے لوہے کی گرم سلاخ چھین لی۔ گرم سلاخ
ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گئی۔ دونوں نوکر
ہکا بکا ہو کر رہ گئے۔

ماریا نے انہیں زیادہ حیران ہونے کا موقع نہ دیا
اور جھپٹ کر ایک نوکر کی ٹانگ پر گرم سلاخ لگا دی
نوکر چیخ مار کر گرا اور تڑپنے لگا۔ دوسرا نوکر ڈر کر
بھاگ گیا ماریا نے مرینہ سے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"فکر نہ کرو۔ میں ان سب کو سنبھالتی ہوں۔ تم اپنی جگہ بیٹھی رہو۔ تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا۔"

یہ کہہ کر ماریا اس طرف گئی جدھر خرکار جاتا تھا۔

اب لاشاری سردار کو پتہ چلا کہ کسی نے اس کے ساتھی کی ٹانگ کو داغ دیا ہے تو وہ غصے سے دیوانہ ہو گیا۔ اس نے پستول نکال لیا اور چیخا۔

"کون بھوت ہے وہاں۔ میرے ساتھ چلو میں ابھی اسے مزہ چکھاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر سردار لاشاری اس دالان میں آ گیا جہاں مریضہ چارپائی پر بندھی پڑی تھی۔

"کہاں ہے وہ بھوت؟" وہ چلایا

پھر اس نے اپنے ساتھی سے کہا

"اس لڑکی کی ٹانگ پر میرے سامنے گرم مہر لگاؤ۔"

وہاں دوسرے خرکار بھی آ گئے۔ سلاخ کو چولہے میں ایک بار لال سرخ کیا گیا پھر اسے نکال کر خرکار مریضہ کی ٹانگ کی طرف بڑھا ہی تھا کہ ماریا نے اس کے ہاتھ سے سلاخ جھپٹ کر چھین لی۔ سلاخ ایک بار پھر غائب ہو گئی۔ لاشاری سردار نے ڈز ڈز ہوا میں فائرنگ شروع کر دی۔ گولیاں ماریا کے جسم میں سے گزر گئیں۔ مگر چونکہ اس کا جسم شعاعیں ہی شعاعیں تھیں اس لئے اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ مگر اسے غصہ بہت آیا۔ اس نے گرم سلاخ آگے بڑھا کر سردار لاشاری کی گردن کے ساتھ لگا دی۔

سردار لاشاری کی چیخ نکل گئی۔ پستول اس کے ہاتھ سے گر پڑا اور وہ گردن کو پکڑ کر درد سے چلانے، اچھلنے کودنے لگا۔ دوسرے خرکاروں نے اسے گھیر لیا اور اٹھا کر کیمپ کی طرف لے گئے اور اس کی گردن پر دوائی لگانے لگے۔ ماریا نے مریضہ کی رسیاں کھول دیں اور وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"نیک دل روح! خدا کے لئے مجھے یہاں سے لے چلو"

ماریا نے آہستہ سے کہا

"مجھے اس کیمپ کے دوسرے لڑکے لڑکیوں کو بھی نکالنا ہے تم پریشان کیوں ہوتی ہو۔ یہ لوگ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ اب تم اپنی کوٹھڑی میں جا کر بیٹھو۔ میں اس کیمپ کا جائزہ لیتی ہوں۔"

ماریا کیمپ کے ڈیرے کی طرف آ گئی۔ ایک سائبان کے نیچے پلنگ پر سردار لاشاری ہائے ہائے کر رہا تھا۔ گرم لوہا لگنے سے اس کی گردن جل گئی تھی اس کے نوکر خرکار اس کی گردن پر مرہم لگا کر پٹی باندھ رہے تھے۔ ماریا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے دیکھا کہ سائبان سے دور ایک طویلہ سا بنا ہوا تھا۔ ماریا
وہاں گئی تو طویلے میں گدھے بندھے تھے اس کے پاس
رہی چار لڑکے سخت بیماری کی حالت میں پڑے کراہ رہے
تھے۔ ان کی ٹانگیں داغی جا چکی تھیں اور زخموں سے
چربی نکل آئی تھی۔

ماریا باہر آگئی۔ سامنے ایک میدان میں دس بارہ لڑکے
اور لڑکیاں کدالیں اٹھائے مٹی کھود رہی تھیں۔ ان کے کپڑے
میلے کچیلے تھے۔ آنکھوں میں کالے حلقے پڑے تھے۔
چہرے کمزور اور بیمار تھے۔ جسم بھوک سے سوکھ رہے
تھے۔ خرکار ہنٹر لہرائے ان کے سر پہ کھڑے ان سے
کام لے رہے تھے۔

ماریا نے سوچا کہ اگر وہ ان سارے خرکاروں کو ہلاک
بھی کر دے تو بھی وہ اکیلی ان سارے بدنصیب بچوں اور
بچیوں کو یہاں سے نکال کر کہاں لے جائے گی؟ اس کے
لئے ضروری ہے کہ وہ کسی پولیس سٹیشن جا کر خبر کرے
اور پولیس چھاپہ مار کر ان لڑکے لڑکیوں کو ان کے گھروں
تک پہنچا دے۔

یہ سوچ کر ماریا مرینہ کے پاس آئی۔ اسے بتایا کہ وہ
پولیس کو لینے جا رہی ہے۔ مرینہ ڈر رہی تھی بولی

مجھے اکیلی چھوڑ کر نہ جاؤ نیک دل روح! یہ لوگ تمہارے
پیچھے مجھے مار ڈالیں گے۔

ماریا نے کہا

میں اس کا بندوبست کر جاؤں گی تمہارے پاس کوئی
نہیں پھٹکے گا۔

ماریا تیزی سے باہر نکلی۔ اس سائبان کے پاس گئی جہاں
پلنگ پہ سردار لاشاری پڑا کراہ رہا تھا۔ ماریا نے اس
کے کان کے پاس اپنا منہ لے جا کر غراتے ہوئے کہا

اگر تم نے اس لڑکی کی ٹانگ کو گرم سلاخ سے
داغنے کا خیال بھی کیا تو میں تمہاری گردن گھونٹ کر تمہیں
ہلاک کر دوں گا۔

سردار لاشاری نے گڑگڑا کر کہا

میں نہیں کروں گا۔ میں اس لڑکی کو مہر نہیں لگاؤں گا۔

جب ماریا کو اطمینان ہو گیا کہ سردار لاشاری اب مرینہ کو
نقصان نہیں پہنچا سکے گا تو وہ اچھل کر فضا میں پچاس فٹ
اوپر آگئی اور پھر اس نے ہوا میں دریا کی طرف اڑنا
شروع کر دیا۔ دریا کے پار اسے دور ٹیلوں کے پاس ایک
قصبہ دکھائی دیا۔ وہ اڑتی ہوئی اس قصبے میں آگئی۔ یہ کافی
بڑا قصبہ تھا۔ یہاں اسے ایک سرخ کوٹھی کے باہر پولیس سٹیشن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تک نظر آیا۔ یہ قصبے کا تھانہ تھا۔ باہر سپاہی پہرہ دے رہا تھا ماریا تھانے میں داخل ہو گئی۔

کمرے میں میز کے پیچھے تھانیدار تھا ایک نوکر اس کے سر کی مالش کر رہا تھا۔ چار پانچ سپاہی بنچ پر بیٹھے گپیں مار رہے تھے۔

ماریا سوچنے لگی کہ یہ کیسا تھانیدار ہے کہ دفتر میں بیٹھ کر سر کی مالش کروا رہا ہے۔ اچھا ابھی اس کی خبر لیتی ہوں۔ یہ دل میں ٹھان کر ماریا آگے بڑھی۔ تھانیدار کے سامنے میز پر چنگیریں مالٹے رکھے تھے۔ تھانیدار مالش بھی کروا رہا تھا اور ساتھ ساتھ مالٹے بھی کھا رہا تھا۔ ماریا نے بڑے آرام سے مالٹوں والی چنگیر سامنے سے اٹھالی۔

مالٹوں کی چنگیر کو غائب ہوتا دیکھ تھانیدار بھونچکا سا رہ گیا۔ دوسرے سپاہی بھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے تکنے لگے مالش کرنے والے کا ہاتھ وہیں رک گیا۔ تھانیدار نے آنکھیں ملتے ہوئے کہا

ارے سائیں! یہ مالٹے کہاں چلے گئے؟

ماریا نے آواز کو بھاری بنا کر کہا

۔ تمہارے چچا جان کے پاس چلے گئے ہیں

غیبی آواز سن کر وہ سب سپاہی تو باہر کو بھاگ گئے۔ باقی

سالم ہو گئے مالش کرنے والا تو دھڑام سے گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ تھانیدار تھر تھر کانپنے لگا۔ ماریا نے اسی آواز میں کہا

تم سرکاری دفتر میں بیٹھ کر مالش کرواتے ہو اور ٹھکاروں کے کیمپ میں معصوم بچوں اور لڑکیوں پر ٹھکار ظلم کر رہے ہیں تم کس بات کی تنخواہ لیتے ہو۔ فوراً اٹھو اور ٹھکاروں کو گرفتار کر کے بدنصیب بچوں کو ان کے گھر پہنچانے کا بندوبست کرو۔ اٹھو۔ نہیں تو میں ابھی تمہاری گردن توڑ دوں گا میں اس علاقے کا سب سے طاقتور جن ہوں۔

تھانیدار ہاتھ باندھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور بولا۔

حضور! مجھے کچھ نہ کہیں میں ابھی ٹھکاروں کو جا کر پکڑتا ہوں۔ ابھی جاتا ہوں۔ ابھی جاتا ہوں۔

ماریا نے اسی مردانہ آواز میں حکم دیا

فوراً سارے سپاہی لے کر ٹھکاروں کے کیمپ پر چھاپہ مارو۔ چلو۔ جلدی کرو۔

تھانیدار نے چلا کر سپاہیوں کو چھاپہ مارنے کا حکم دیا۔ خود پستول اٹھایا۔ سپاہیوں نے رائفلیں۔ سیٹیاں بجنے لگیں جو سپاہی آرام کر رہے تھے انہیں بھی بلالیا گیا۔ سب کے سب سپاہی اور تھانیدار پولیس کی لاری میں بیٹھ گئے۔ ماریا نے اسی آواز میں کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دریا پار جاکر بائیں جانب چلنا وہاں سے تھوڑی دور
خونخوار کیمپ ہے۔ چلو۔ جلدی کرو۔

پولیس کی پارٹی خونخوار کیمپ کی طرف روانہ ہو گئی۔
انہیں روانہ کرکے ماریا خود ہوا میں پرواز کر گئی اور تیزی
سے اڑتی ہوئی ان سے پہلے خونخواروں کے ڈیرے پر پہنچ گئی۔
وہ سیدھی مریتہ کی کوٹھڑی میں آئی۔ مریتہ بے چینی کے عالم
میں بیٹھی تھی۔ ماریا نے اسے کہا

"مریتہ میں آگئی ہوں۔ پولیس بھی آ رہی ہے اب یہ
سب مجرم گرفتار ہو جائیں گے اور میں تمہیں خود ساتھ لے
کر تمہارے ڈیڈی ممی کے پاس پہنچا دوں گی۔

مریتہ نے کہا

خدا کا شکر ہے۔ تم آگئیں نیک دل روح!"

ماریا کوٹھڑی سے نکل کر سردار لاشاری کے پلنگ کے قریب
آئی تو دیکھا کہ وہ پلنگ پر لیٹا کراہ رہا ہے اور اس کے پاس
اس کا صرف ایک ساتھی بیٹھا ہے۔ ماریا نے دیکھا کر طویلے
میں بھی بیمار لڑکے نہیں ہیں۔ ماریا میدان میں آگئی یہاں بھی
کوئی لڑکی اور لڑکا بھی نہیں کھڑا رہا تھا۔ ماریا فوراً سمجھ گئی کہ پولیس
کے ہی کسی آدمی نے یہاں سگنل کر دیا ہے کہ پولیس چھاپہ مارنے
آ رہی ہے اور سردار لاشاری نے تمام لڑکے لڑکیوں کو کسی خفیہ

جگہ چھپا دیا ہے۔ ماریا لپک کر سردار لاشاری کے پاس گئی اور
گرجدار مردانہ آواز میں پوچھا۔

بدبخت! تم نے بچوں کو کہاں چھپا دیا ہے بولو۔ نہیں
تو میں ابھی تمہاری گردن مروڑ دوں گا"

سردار لاشاری نے ہاتھ باندھ کر کہا

"بھوت سائیں! مجھے کچھ نہیں معلوم یہ سب کہاں بھاگ
گئے ہیں؟"

دوسرا خونخوار کانپتی ہوئی آواز میں بولا

بھوت سائیں! یہ سب لوگ فرار ہو گئے ہیں۔ سردار کو
غافل پاکر بھاگ کھڑے ہوئے ہیں۔

تم بکواس کرتے ہو۔ ماریا چلائی۔

سردار لاشاری مکاری سے کام لے رہا تھا پھر وہ
اچانک بے ہوش ہو گیا تاکہ اسے بھوت کے سوالوں کا جواب
نہ دینا پڑے۔ ماریا سمجھ گئی کہ وہ جان بچا رہا ہے۔ ماریا نے
دوسرے خونخوار کو گردن سے پکڑ کر گھسیٹا اور ایک طرف لے
جاکر زور سے زمین پر پٹخ دیا۔ اس خونخوار کی پسلیاں ٹوٹ
گئیں۔ وہ درد سے کراہنے لگا۔ ماریا نے اس کی گردن
پر انگوٹھا رکھ کر دبایا اور بولی۔

اگر تم نے نہ بتایا کہ تمام بچوں کو کہاں چھپا دیا ہے تو

یک ابھی تمہیں سیدھا جہنم میں پہنچا دوں گی ۔
خرکار کراہتے ہوئے بولا ۔
بھوت سائیں ! مجھے نہ مارنا ۔ مجھ پر رحم کرو ۔ ابھی بتا
ہوں ۔ بتاتا ہوں ۔ "
پھر اس نے رک رک کر بتایا کہ سردار کو خبر مل گئی ت
کہ پولیس چھاپہ مارنے آ رہی ہے اس نے سارے بچ
یہاں سے تھوڑی دور کیکر کے درختوں والے ٹیلے کے
اندر غار میں چھپا دیا ہے ۔
ماریا نے خرکار کو زور سے لات ماری ۔ خرکار کی چیخ
نکل گئی ۔ ماریا نے دیکھا کہ دور سے پولیس کی لاری گر
اڑاتی بھاگی چلی آ رہی تھی ۔ گاڑی نے آتے ہی کوٹھڑیوں ک
گرد ایک چکر لگایا ۔ پھر سپاہی چھلانگیں لگا کر لاری میں سے
نکل آئے ۔
تھانیدار نے لاشاری کی گردن سے پستول لگا دیا
کہاں ہیں معصوم بچے جن پر تم لوگ ظلم کرتے ہو
سردار لاشاری تو جان بوجھ کر بے ہوش بنا ہوا تھا ما
نے مردانہ آواز میں کہا
تھانیدار ! وہ سامنے کیکر کے درختوں والے ٹیلے
پر جاؤ ۔ وہاں ایک غار ہے ۔ سارے بچے ان خرکاروں

نے وہاں چھپا رکھے ہیں
تھانیدار نے سلوٹ مار کر کہا
جو حکم بھوت سائیں ۔
اور سپاہیوں کو لے کر ٹیلے کی طرف بھاگا
ماریا مرینہ کی کوٹھڑی میں آ گئی ۔ اس نے مرینہ کو خوشخبری
سنائی کہ پولیس آ گئی ہے ۔ مرینہ نے خدا کا شکر ادا کیا ۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا کراچی میں

پولیس نے سارے بچوں کو برآمد کر لیا
آخرکار اور ان کا بدمعاش سردار لاشاری گرفتار کر لیا

پولیس ان سب کو لے کر کراچی روانہ ہو گئی۔ ماریا بھی پولیس کے ساتھ تھی مگر اب اسے کسی سے بات کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ فریدہ کو پولیس نے اس کے والدین کے پاس پہنچا دیا۔ ماریا کو جب تسلی ہو گئی تو وہ اس کی کوٹھی سے نکل کر کراچی شہر میں آ گئی۔ وہ اس سے پہلے بھی آ چکی تھی۔ اس وقت عنبر اور ناگ بھی اس کے ساتھ تھے مگر آج وہ اکیلی تھی۔

ماریا کا دل عنبر ناگ اور کیٹی کے لئے اداس تھا۔ وہ ان سے بہت آگے کے زمانے میں نکل آئی تھی اور اب معلوم نہیں تھا کہ ان سے کب ملاقات ہو گی۔ چونکہ ماریا پہلے بھی آیا تھا۔ اس لئے ماریا کو ایک طرح سے اطمینان بھی تھا کہ کبھی نہ کبھی وہ عنبر ناگ کیٹی اور تھیوسانگ سے ضرور ملے گی۔ کراچی شہر کی شاندار سڑکوں پر بہت رونق تھی۔

نئے ماڈل کی کاریں، سکوٹر، موٹر سائیکلیں اور ویگنیں آ جا رہی تھیں۔ لوگوں کے لباس بڑے خوبصورت تھے۔ کئی عورتوں نے رنگ برنگوں والی ساڑھیاں پہن رکھی تھیں۔ ماریا کو پاکستان بہت پسند تھا۔ یہاں کے بچے اسے بہت پیارے لگتے تھے۔ وہ دن بھر کراچی کی سیر کرتی رہی۔

پھر اس نے آسمان پر ایک جیٹ ہوائی جہاز کو دیکھا تو اس کا دل ہوائی جہاز کی سیر کرنے کو چاہا۔ وہ ہوا میں بلند ہوئی۔ بازاروں اور بلڈنگوں سے بھی اوپر چلی گئی اور جیٹ ہوائی جہاز کے پیچھے پیچھے اڑنے لگی۔ ہوائی جہاز کراچی کے ہوائی اڈے پر جا کر اتر گیا۔ ماریا بھی نیچے آ گئی۔

اسے معلوم ہوا کہ ایک جہاز راولپنڈی جانے کے لئے تیار کھڑا ہے۔ ماریا نے سوچا کہ کیوں نہ راولپنڈی اسلام آباد کی بھی سیر کر لی جائے۔ یہ سوچ کر وہ اسلام آباد جانے والے ہوائی جہاز میں داخل ہو گئی۔ جہاز کی سیڑھیوں کے اوپر دروازے میں دو ایئر ہوسٹس کھڑی تھیں مگر ماریا کو ان میں سے کوئی بھی نہیں دیکھ سکتی تھی۔ ماریا کو بورڈنگ کارڈ دکھانے کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ اسے جہاز میں کسی سیٹ کے ریزرو کروانے کی بھی ضرورت نہ تھی۔

جہاز میں داخل ہونے کے بعد ماریا نے دیکھا کہ جہاز مسافروں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے بھرا ہوا تھا۔ یہ جہاز اسلام آباد سے بھی آگے فلپائن
رہا تھا۔ یہ کسی غیر ملکی کمپنی کا جہاز تھا اور ائر ہوسٹس بھی دو
ملک کی تھیں۔ ماریا ایک خالی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اس کی
والی سیٹ پر ایک پاکستانی عورت بیٹھی اخبار پڑھ رہی تھی
معلوم نہیں تھا کہ اس کی ساتھ والی سیٹ پر ماریا بیٹھی
اسے معلوم بھی کیسے ہو سکتا تھا۔ ماریا تو غائب تھی اور
بھی خالی پڑی تھی۔

جہاز میں ہلکی ہلکی انگریزی دھن بج رہی تھی۔ ائر ہوسٹس
مسافروں کی خاطر مدارت کر رہی تھیں جو عورت ماریا کی ساتھ
سیٹ پہ بیٹھی تھی اس نے ائیر ہوسٹس سے پانی لانے کو
تھوڑی دیر میں ائر ہوسٹس شیشے کے گلاس میں پانی لے کر
تو ماریا کو شرارت سوجھی جب ائر ہوسٹس ٹرے میں عورت
پانی پیش کرنے لگی تو ماریا نے ٹرے میں سے گلاس
اٹھا لیا۔

گلاس ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گیا
ائیر ہوسٹس اور مسافر عورت کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں
پہلے تو دونوں نے ایک دوسری کو دیکھا۔ پھر خالی ٹرے کو دیکھا
ایک بار پھر ایک دوسری کو دیکھا۔ ائر ہوسٹس نے مسکرا کر کہا
میرا خیال ہے میں ٹرے میں گلاس رکھنا بھول گئی ہوں

ی لاتی ہوں پانی۔

مگر ائیر ہوسٹس اور مسافر عورت کے چہروں پر حیرانی اور
ہلکا خوف تھا کیونکہ انہوں نے خود پانی سے بھرے ہوئے گلاس
دیکھا تھا۔ ماریا ہاتھ میں گلاس لئے بیٹھی مسکرا رہی تھی جب ائر ہوسٹس
گئی تو ماریا نے پانی کا گلاس مسافر خاتون کے آگے جو چھوٹا سا میز
تھا اس پر رکھ دیا۔ اچانک اپنے سامنے میز پر گلاس کو
کر مسافر عورت کی چیخ نکل گئی سب مسافروں نے پلٹ کر
یٹ کی طرف دیکھا۔ ائر ہوسٹس دوڑ کر اس کے پاس آئی
فر خاتون نے گلاس کی طرف اشارہ کیا۔

یہ گلاس ... یہ گلاس کہاں سے آ گیا؟

ائر ہوسٹس نے مسکراتے ہوئے کہا

میں ابھی ابھی یہاں رکھ کر گئی تھی آپ بھول گئیں؟

ائیر ہوسٹس نے مسافر خاتون کی پریشانی دور کرنے کے لئے
تھا حقیقت میں وہ بھی گھبرائی ہوئی تھی کیونکہ یہ گلاس
وہاں نہیں تھا۔ مسافر خاتون نے گلاس میں سے پانی پیا اور
گلاس میز پر رکھ دیا۔

جہاز کے انجن سٹارٹ ہو گئے۔ پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا
وے پر اس مقام پر آ کر رک گیا جہاں سے اس نے ہوا
اٹھنا تھا۔ جہاز کے چاروں انجن سٹارٹ ہو گئے۔ جہاز

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انجنوں کے شور کی وجہ سے ہلکا ہلکا لرز رہا تھا۔ پھر ایک سے اس نے سٹارٹ لیا اور اس کی رفتار ایک دو سیکنڈ کے اندر اندر چار سو کلو میٹر فی گھنٹہ ہو گئی۔ پھر ایک خاص پر پہنچ کر جہاز اچانک ٹیک آف کر گیا۔

جہاز اوپر ہی اوپر اٹھتا جا رہا تھا۔ پھر ایک خاص بل پر پہنچ کر جہاز نے اپنا رخ اسلام آباد کی طرف کر لیا اور اپنی شروع کر دی۔ ماریا نے پھر کوئی شرارت نہ کی۔ کیونکہ اس سے جہاز میں افراتفری پھیل جانے کا خطرہ تھا اور ماریا ایسا چاہتی تھی۔ جہاز کو پرواز کرتے دس پندرہ منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ ایک اونچا لمبا آدمی اٹھ کر پائیلٹ کے کیبن کی گیا۔ اس کے پیچھے پیچھے ایک دوسرا آدمی بھی چل پڑا۔

پہلا آدمی پائیلٹ کے کیبن میں یعنی کاک پٹ گھس گیا اور دوسرا کیبن کے باہر کھڑا ہو گیا پھر اچانک نے جیب سے پستول نکال کر تان لیا اور گرج کر کہا

خبردار! کوئی مسافر اپنی جگہ سے مت ہلے۔ ہم جہاز کو اغوا کر لیا ہے اور ہم اسے بھارت لے جا رہے مسافروں میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ کئی عورتوں تو چیخیں نکل گئیں۔ جہاز کی دوسری طرف بھی ایک آ سیٹ پر سے اچھل کر درمیان میں آ گیا۔ اس کے ہا

ں دستی بم تھا۔ اس نے چلا کر کہا

اگر کسی نے ذرا بھی حرکت کی تو میں دستی بم مار کر ز کو دھماکے سے اڑا دوں گا۔

مسافروں کے چہرے اتر گئے۔ رنگ زرد ہو گیا۔ ایئر ہوسٹسیں ک طرف پریشان ہو کر کھڑی ہو گئیں۔ کیبن کے اندر جو لا گیا تھا اس نے دونوں پائیلٹوں کو پستول دکھا کر حکم دیا جہاز کا رخ اسلام آباد کی بجائے دہلی کی طرف موڑ دیا جائے یلٹوں نے پہلے تو ہائی جیکر کو سمجھانے کی کوشش کی۔ پھر بہانہ بنایا کہ جہاز میں اتنا تیل نہیں ہے۔ ہائی جیکر نے تول کی نال پائیلٹ کی پیشانی سے لگا دی اور کہا

ہم جانتے ہیں کہ جہاز میں بہت زیادہ تیل بھرا ہوا ہے۔ اگر تم نے جہاز کا رخ دہلی کی طرف نہ موڑا تو میں ہیں گولی مار دوں گا اور میرے ساتھی بم مار کر جہاز کو ڑا دیں گے۔

پائیلٹ کو مسافروں کی زندگیاں بچانی تھیں وہ مجبور ہو گیا اس نے جہاز کا رخ اسلام آباد کی بجائے دہلی کی طرف موڑ دیا۔ ماریا نے یہ صورت حال دیکھی تو اپنی جگہ سے اٹھی اور مسافروں کے سروں کے اوپر سے تیرتی ہوئی اس ہائی جیکر کے پاس گئی۔ جس کے ہاتھ میں پستول تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے سوچا کہ اگر وہ اس ہائی جیکر کو پستول چھینتی ہے
دوسرا ہائی جیکر دستی بم مار کر جہاز کو اڑا دے گا اور سارے
سارے مسافر ہلاک ہو جائیں گے۔ ماریا سوچنے لگی کہ
کیا کرنا چاہیے کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ جو جہاز اغوا
دہی جائے اور مسافروں کو پریشانی ہو۔ یہ پاکستان کی بد
بختی تھی کہ اس کی فضاؤں میں جہاز کو ہائی جیک کیا گیا

ماریا پائیلٹ کے کیبن میں داخل ہوئی تو دیکھا
دوسرے ہائی جیکر نے پائیلٹ کی پیشانی کے ساتھ پستول
لگا رکھا تھا۔ ماریا نے سوچا کہ سب سے پہلے تو
قابو میں کرنا چاہیے۔ دونوں پائیلٹ پریشانی کی حالت
بیٹھے جہاز چلا رہے تھے۔ اچانک ایئر ہوسٹس گ
ہوئی اندر داخل ہوئی اور بولی۔

کیپٹن! ایک مسافر بے ہوش ہو گیا ہے۔
ہائی جیکر نے پستول کا رخ اس کی طرف کر
اور غصے میں چلایا

” دفع ہو جاؤ یہاں سے “

ایئر ہوسٹس خاموشی سے باہر چلی گئی۔ ہائی جیکر کی
کی نالی اب پائیلٹ کی پیشانی سے ہٹ گئی تھی۔
سنہری موقع تھا۔ ماریا نے ہائی جیکر کے ہاتھ پر

مارا اور ساتھ ہی اس کی گردن دبا دی۔ ماریا کے ہاتھ کے
جھٹکے سے ہائی جیکر کے ہاتھ سے پستول گر پڑا۔ گردن دبانے
سے وہ چلا کر اپنے دوسرے ساتھی کو آواز نہ دے سکا۔
اگر وہ آواز دے دیتا تو دوسرا ہائی جیکر دستی بم چلا دیتا اور
جہاز کے پرخچے اڑ جاتے۔ ماریا کو یہ سب معلوم تھا۔ اس لئے
اس نے ہائی جیکر کی گردن دبا رکھی تھی۔ اس کی گردن اس
وقت چھوڑی جب ہائی جیکر ختم ہو چکا تھا۔

ایک دم سے اپنے آپ ہائی جیکر کے ہاتھ سے پستول گرتے
اور پھر اسے کھڑے کھڑے یوں تڑپتے دیکھ کر جیسے کوئی
اس کا گلا دبا رہا ہو پائیلٹ بے حد حیران ہو رہے تھے وہ
سمجھ نہیں سکے تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور ہائی جیکر کو کس
نے قابو میں کر رکھا ہے۔ دوسرے پائیلٹ نے کہا

کیپٹن! ہو سکتا ہے ہائی جیکر کو کوئی دورہ پڑا ہو۔ میں
جہاز کا رخ اسلام آباد کی طرف کرتا ہوں۔

اس نے جہاز کا رخ اسلام آباد کی طرف کر کے وائرلیس
پر اسلام آباد کنٹرول ٹاور کو خبر کر دی کہ ان کا جہاز ہائی جیک
ہو گیا ہے اور ایک ہائی جیکر کسی بیماری کی وجہ سے اپنے
آپ ہی گر کر مر گیا ہے۔

دوسرا کیپٹن اپنی سیٹ سے اٹھا۔ اس نے کیبن کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پردہ ذرا سا اٹھا کر جہاز کے اندر دیکھا۔ پھر جلدی سے پیچھے ہٹ گیا۔ کیونکہ کیبن کے باہر دوسرا ہائی جیکر مسافروں پر پستول تانے کھڑا تھا جبکہ ان کے تیسرے ساتھی نے ہاتھ میں دستی بم تھام رکھا تھا۔ صورت حال ابھی تک خطرناک تھی۔ اس نے اپنے ساتھی پائلٹ کو بتایا کہ معاملہ ابھی تک خطرناک ہے۔

وہ اب دستی بم والے ہائی جیکر کو قابو کرنا چاہتی تھی۔ کیونکہ یہ شخص بم چلا کر سارے کے سارے جہاز کو تباہ کر سکتا تھا۔ ماریا نے اس کی پتلون کی پچھلی جیب میں ہاتھ ڈال کر اس کا بٹوہ نکال لیا۔ بٹوہ ماریا کے پاس آتے ہی غائب ہوگیا۔ ماریا نے بٹوے کو کھولا۔ اس میں کچھ امریکی ڈالر تھے اور ایک خوبصورت لڑکی کی تصویر بھی تھی۔ تصویر کی دوسری طرف لکھا تھا۔

"میں تمہارا انتظار کروں گی۔ کملا"

یہ ضرور ہائی جیکر کی بیوی یا دوست تھی۔ ماریا نے بٹوہ بند کرکے ہائی جیکر کی جیب میں واپس رکھ دیا پھر اس کے کان کے پاس منہ لے جا کر سرگوشی میں کہا۔

"میں کملا ہوں۔ تم سے ملنے آئی ہوں"

ہائی جیکر ایک دم سے چونک اٹھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا پھر سوچا کہ یہ اس کا وہم تھا۔ بھلا کملا کی آواز یہاں کہاں

سے آسکتی تھی۔ ماریا نے ایک بار پھر اپنا منہ اس کے کان کے پاس لے جا کر کہا

"تم نے مجھے پہچانا نہیں۔ میں کملا ہوں۔"

ہائی جیکر اب خوف زدہ ہو کر پیچھے کو ہٹا تو ماریا نے اس کے ہاتھ کے نیچے زور سے ہاتھ مارا۔ دستی بم کی ابھی پن نہیں نکلی ہوئی تھی۔ دستی بم فضا میں اچھلا۔ اس سے پہلے کہ بم نیچے گرے ماریا نے اسے فضا میں ہی اچک لیا۔ وہ غائب ہوگیا۔

ہائی جیکر نے چیخ کر اپنے پستول والے ساتھی سے کہا "جہاز میں بھوت آگیا ہے۔ فائر کردو"

دوسرے ہائی جیکر نے ایک دم سے دو فائر کر دیے گولیاں جہاز کی چھت میں لگیں۔ مسافروں میں چیخ و پکار مچ گئی۔ اتنی دیر میں ماریا فضا میں تیرتی ہوئی۔ تیسرے ہائی جیکر کے سر پر پہنچ چکی تھی۔ اس نے آتے ہی ہائی جیکر کی گردن پر اتنے زور سے بازو مارا کہ اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ منہ کے بل جہاز کے فرش پر گر پڑا۔ پستول اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گرا۔

ایک ایئر ہوسٹس نے لپک کر پستول تھام لیا۔ مسافروں نے دستی بم والے ہائی جیکر کو قابو میں کر لیا۔ کیبن سے ایک پائلٹ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باہر نکل گیا۔ وہ دونوں ہائی جیکر مر گئے تھے۔ ایک گرفتار کر لیا گیا تھا۔ جہاز کے کیپٹن نے مسافروں کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا

خواتین و حضرات! ہم نے ہائی جیکروں کی سکیم ناکام بنا دی ہے۔ جہاز ہائی جیک ہونے سے بچ گیا ہے۔ ہم اسلام آباد کی طرف جا رہے ہیں۔

مسافروں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

کیبن میں آتے ہی پائلٹ نے دوسرے سے کہا

یہ سب کچھ کیسے ہو گیا؟

ائر ہوسٹس بھی آ گئی۔ اس نے کہا

کیپٹن! کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی غیبی طاقت نے ہماری مدد کی ہے۔

کیپٹن مسکرایا۔

کوئی غیبی طاقت نہیں ہوتی۔ بس یہ ایک اتفاق ہو گیا ہے کہ ہائی جیکروں پر اچانک کسی بیماری نے حملہ کیا اور دو مر گئے اور ایک بے بس ہو کر ہمارے قابو میں آ گیا۔ ماریا یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ اسے کیپٹن پر غصہ آیا کہ کیپٹن اس کا احسان ہی نہیں مان رہا۔ اگرچہ اس نے کسی پر احسان کے لئے نہیں بلکہ مسافروں کی زندگیاں اور پاکستان کے وقار کو بچانے کے لئے یہ سب کچھ کیا تھا پھر بھی اسے یہ امید تھی کہ کیپٹن پائلٹ کسی غیبی طاقت کا مذاق اڑائے گا۔

مسافر پھر سے مطمئن ہو کر اپنی اپنی جگہوں پر آرام سے بیٹھ گئے تھے۔ دونوں ہائی جیکروں کی لاشیں پیچھے کیبن میں بند کر دی گئی تھیں۔ تیسرے ہائی جیکر کو جہاز کے پچھلے حصے میں جکڑ کر ڈال دیا گیا تھا۔ ائر ہوسٹس کو یقین تھا کہ جہاز میں کوئی ایسی غیبی طاقت داخل ہو چکی ہے جس نے ان کی مدد کی ہے۔ اس غیبی طاقت کو وہ اس سے پہلے پائلٹ کا لباس غائب کرتے دیکھ چکی تھی۔ ماریا کیپٹن پائلٹ کو کنٹرول کرنے کے لئے اس کے قریب آ کر کھڑی ہو گئی۔ اسلام آباد کا ائر پورٹ قریب آ رہا تھا۔ جہاز کی سکرین پر سے پنڈی شہر نظر آنے لگا تھا۔

کیپٹن نے اسلام آباد ائر پورٹ کنٹرول ٹاور سے رن وے پر اترنے کی اجازت مانگی جو اسے فوراً مل گئی۔ کیپٹن جہاز کو نیچے اتارنے لگا۔ اس نے جہاز کے پہیے کھول دیئے۔ ماریا فضا میں کوئی شرارت نہیں کرنا چاہتی تھی۔ جہاز آہستہ آہستہ نیچے آتے آتے رن وے کے ساتھ لگ گیا اور تیزی سے دوڑنے لگا۔

جب جہاز رک گیا تو پولیس کی گاڑی فوراً جہاز کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طرف دوڑی۔ کیونکہ پولیس کو ہائی جیکنگ کی خبر مل چکی
کیپٹن مسکراتا ہوا سیٹ سے اٹھا اور کاک پٹ کے
پر کھڑا ہو گیا۔ سیڑھی لگ چکی تھی وہ بریف کیس اٹھا کر
اترا۔ پولیس نے دوسری طرف سے جہاز میں داخل ہو کر
ہائی جیکر کو قابو میں لے لیا تھا۔

ماریا بھی کیپٹن کے ساتھ ساتھ تھی۔ جونہی کیپٹن
سے اتر کر نیچے آیا۔ ماریا نے اس کے ہاتھ سے بریف
ایک جھٹکے سے چھین لیا۔ بریف کیس غائب ہو گیا۔ کیپ
ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔ ابھی بریف کیس اس کے ہاتھ میں
وہ حیران ہو کر دیکھنے لگا۔ اے ایس پی صاحب نے ک
سے ہاتھ ملا کر جہاز کے اغواء ہونے سے بچ جانے پر
مبارکباد دی۔ ائیر ہوسٹس نے دیکھ لیا تھا کہ کیپٹن
بریف کیس غائب ہو گیا ہے۔

کیپٹن ہاتھ ملا کر ایک طرف کھڑے ہو کر جہاز کی ط
دیکھنے لگا۔ دل میں حیران تھا کہ اس کا بریف کیس ک
چلا گیا؟ اس بریف کیس میں اس کے ضروری کاغذ
تھے۔ اچانک اسے بریف کیس چند قدم کے فاصلے
زمین پر پڑا دکھائی دیا۔ کیپٹن نے لپک کر اسے پکڑ
چاہا۔ بریف کیس پھر غائب ہو گیا۔

اے ایس پی صاحب نے پوچھا
کیپٹن کیا بات ہے؟
کیپٹن کھسیانا سا ہو کر مسکرایا
کچھ نہیں سر

اب ماریا نے کیپٹن کے سر پر سے اس کی ٹوپی اتار کر غائب کر دی۔ اب تو کیپٹن بوکھلا گیا اور گھبرا کر وہ کنٹرول ٹاور کی طرف چلا۔ ماریا نے اسے دھکا دے کر گرا دیا۔ کیپٹن زمین پر گرا تو پھٹی پھٹی آنکھوں سے تکنے لگا

"ہائی گارڈ! یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟"
ماریا نے اس کے کان کے قریب آ کر کہا
"تمہیں سبق سکھایا جا رہا ہے"

کیپٹن نے ایک عورت کی آواز سنی تو پریشان ہو کر دائیں بائیں تکنے لگا۔

"تم...... تم کون ہو؟"
ماریا نے کہا

"جس نے ہائی جیکروں کو قابو میں کیا تھا۔ جس نے تمہارے جہاز کو ہائی جیک ہونے سے بچایا ہے اور جس کے پاس تمہارا بریف کیس اور ٹوپی ہے۔ میں وہی غیبی طاقت ہوں۔ کیا تم اب بھی غیبی طاقت کو نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مانتی ہو؟

کیپٹن اٹھ کھڑا ہوا اور پتلون کو جھاڑتے ہوئے بولا۔ مجھے معاف کر دو۔ تم جو کوئی بھی ہو۔ میں تمہیں مانتا ہوں

ماریا مسکرانے لگی۔ اس نے بریف کیس اور ٹوپی کیپٹن کے سامنے رکھ دی۔ اپنے سامنے بریف کیس اور ٹوپی کو دیکھ کر کیپٹن نے مسکراتے ہوئے کہا

غیبی طاقت تمہارا شکریہ۔

ماریا نے کوئی جواب نہ دیا اور وہاں سے ایئر پورٹ کے گیٹ کی طرف پرواز کر گئی۔ ائیرپورٹ کے باہر کافی پولیس کھڑی تھی۔ اخبار نویس بھی جہاز کے اغوا ہونے کی اطلاع پا کر وہاں پہنچ گئے تھے۔ ماریا زمین سے بیس فٹ بلند ہو کر فضا میں اڑتی ہوئی اسلام آباد شہر کی طرف چل پڑی۔ اسلام آباد میں سہ پہر کا وقت تھا۔ موسم بڑا خوشگوار تھا۔ ہائی وے پر کاریں دوڑ رہی تھیں۔

ماریا درختوں اور بجلی کے کھمبوں سے اوپر ہی اوپر اڑتی ہوئی راولپنڈی کے قریب ہائی وے کی ایک جانب آباد ایک کالونی کے قریب سے گزری۔ یہاں سے بڑی خوبصورت کوٹھیاں دکھائی دیں۔ ماریا نیچے آ گئی اس نے دیکھا کہ ایک بورڈ پر فیصل کالونی لکھا تھا۔ وہ ایک کوٹھی کے قریب آئی۔

اس پر نمبر ۳۶ لکھا تھا۔ اس کوٹھی کے ڈرائنگ روم میں ماریا نے دو لڑکیوں کو دیکھا کہ سکول کا کام کر رہی تھیں۔ ماریا ڈرائنگ روم میں آ گئی۔

ایک لڑکی دوسری سے کہنے لگی

شاہدہ! رات تم نے ٹی وی سیریل تنہائیاں دیکھا تھا؟

شاہدہ بولی۔

ہاں۔ میں بھلا اسے دیکھنا بھول سکتی ہوں۔ ہائی گاڈ مرینہ خان تو میری پسندیدہ آرٹسٹ ہے۔"

ماریا خاموشی سے ایک طرف کھڑی ان کی باتیں سنتی رہی۔ پہلے اس نے سوچا کیوں نہ ان لڑکیوں سے تھوڑی سی گفتگو کی جائے پھر اسے خیال آیا کہ کہیں لڑکیاں ڈر کر بے ہوش نہ ہو جائیں۔ چنانچہ وہ شاہدہ اور اس کی سہیلی کو باتیں کرتے اور اسکول کا کام کرتے چھوڑ کر کوٹھی سے نکل آئی۔

اب اس کا رخ راولپنڈی شہر کی طرف تھا۔

پنڈی شہر وہاں سے بہت قریب تھا۔ ماریا فضا میں اڑتی ہوئی راولپنڈی کے صدر کے علاقے میں آ گئی۔ پنڈی شہر میں اس قدر رش اور ٹریفک کا شور تھا ماریا کی طبیعت گھبرانے لگی۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ اسے لاہور شہر کی طرف چلنا چاہیے۔ چنانچہ وہ فضا میں کافی بلندی پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھیل گئی اور اپنا رخ لاہور کی طرف کر کے اڑنا شروع کر دیا
وہ زمین سے بہت اوپر تھی اس نے پی آئی اے کے
نوکر جہاز کو بھی لاہور کی طرف جاتے دیکھا۔
ماریا جہاز کی کھڑکیوں کے پاس آگئی۔ اس نے
کھڑکی کے گول شیشے میں سے اندر جھانکا۔ اندر مسافر
آرام سے بیٹھے اخبار رسالے پڑھ رہے تھے۔ کوئی ماں
بچے کو سلا رہی تھی۔ کوئی کوکا کولا پی رہی تھی۔ ماریا
یونہی مذاق سے کھڑکی کے شیشے پر زور سے تین بار دستک
دی اور شیشے کے ساتھ منہ لگا کر کہا

مجھے اندر بلالو۔ باہر بہت ٹھنڈ ہے۔
اندر بلالو۔

اس کھڑکی کے پاس ایک گول مٹول پیٹ
آدمی بیٹھا تھا اس نے پہلے تو خیال نہ کیا۔ جب دوسری
بار ماریا نے دستک دے کر آواز دی تو اس کا رنگ
اڑ گیا۔ اس نے کھڑکی کی طرف دیکھا۔ وہاں کوئی نہیں
تیسری بار ماریا نے شیشے پر ٹھک ٹھک کر کے کہا
مجھے اندر بلالو۔ کھڑکی کھول دو۔
اب تو اس مسافر کی جان ہی نکل گئی زور سے چلایا
جہاز کے باہر کوئی بھوت ہے۔

سارے مسافر اسے تکنے لگے۔ ائیر ہوسٹس جلدی
سے اس کے پاس آکر اسے تسلی دینے لگی۔ دوسری
ائیر ہوسٹس نے مسافر کو پانی پلایا اور کہا
۔ آپ لیٹ جائیں آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں۔
ماریا اب جہاز کے اندر آگئی۔ اس نے ائیر ہوسٹس
کے کٹے ہوئے خوبصورت بالوں کو ذرا سا کھینچ کر کہا
اری سرخی پاؤڈر لگا کر بھوتنی بنی ہو۔ میں تمہارا بھوت
ہوں میں تمہیں لینے آیا ہوں۔ چلو میرے ساتھ۔
ائیر ہوسٹس غش کھا کر دھڑام سے گر پڑی
ماریا ہنستے ہوئے جہاز سے باہر نکل گئی۔ اب اس نے
اپنی رفتار جہاز سے بھی زیادہ تیز کر دی اور لاہور
کی طرف پرواز کرنے لگی۔ اس کے نیچے سے جہلم
لالہ موسیٰ۔ گجرات۔ وزیر آباد اور گوجرانوالہ بڑی تیزی سے
نکل گئے۔ اسے لاہور کی بادشاہی مسجد کے مقدس مینار
اور گنبد نظر آنے لگے۔
ماریا کو لاہور شہر بہت پسند تھا وہ اس سے
پہلے بھی کئی بار لاہور آچکی تھی سب سے پہلے
تو اس نے لاہور شہر کا ایک چکر لگایا اوپر سے
شہر کی ایک ایک سڑک، ایک ایک [illegible] کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دلچسپی سے دیکھا۔ پھر ماڈل ٹاؤن میں اس کوٹھی کے پاس اتر آئی جہاں کبھی اس کی ایک دوست غزالہ رہا کرتی تھی۔ ماریا جب غزالہ کی کوٹھی پر پہنچی تو وہ کوٹھی میں نہیں تھی۔ ماریا نے دیکھا کہ غزالہ کے والدین اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے کسی عورت سے باتیں کر رہے تھے۔ ماریا نے محسوس کیا کہ یہ دونوں بہت غمگین اور اُداس ہیں۔ اور آپس میں کسی موضوع پر گفتگو کر رہے ہیں۔ ماریا کھڑکی کے راستے کمرے میں داخل ہو گئی کہ جان سکے کہ اس کی پیاری دوست اور سہیلی کے والدین کیوں اُداس ہیں۔ اور اس عورت کو کیا پریشانی ہیں۔ ماریا نے سنا کہ غزالہ کی والدہ اس عورت سے کہہ رہی تھی۔ ہمارا بھانجا تو بالکل بے قصور ہے پولیس نے یونہی قتل کے الزام میں پکڑ لیا ہے۔ وہ تو گرمیوں کی چھٹیاں تو چند روز کے لیے مری گیا تھا کہ چلو کچھ سیر سپاٹا ہو جائے جانے وہ کون سی گھڑی تھی کہ انھوں اُسے گھیر کر لے گئی۔ مری کے بعد ایک دن سیر کے لیے شکر پڑیاں گیا تو دیکھا کہ ایک عورت اور مرد میں جھگڑا ہو رہا ہے۔ اور مرد عورت کو پیٹ رہا ہے اور اُسے دھکا دے کر پہاڑوں سے نیچے گرانے کی کوشش کر رہا ہے اور عورت ہر ممکن طریقے سے اپنا بچاؤ کر رہی ہے۔ ان دونوں کی نظر جاوید پر نہ تھی لیکن وہ دیکھ رہا تھا۔

یہ دیکھ کر جاوید آگے بڑھا کہ عورت کو بچا سکے۔ جب وہ ان سے کچھ دور تھا تو اس آدمی نے عورت کو دھکا دے کر نیچے گرا دیا۔ پھر جیسے ہی اس کی نظر جاوید پر پڑی تو اس نے شور مچا دیا۔ بھاگو دوڑو مدد کرو اس نے میری بیوی کو دھکا دے کر نیچے گرا دیا ہے۔ یہ ہمیں لوٹنے آیا تھا۔ شور سن کر لوگ آئے اور جاوید کو پکڑ لیا۔ اس آدمی نے لوگوں کو فوراً ایک جھوٹی کہانی گھڑ کر سنا دی کہ میں اپنی بیوی کے ساتھ یہاں سیر کرنے آیا تھا اور ہم دونوں یہاں بیٹھ کر اِدھر اُدھر دیکھ کر وادی کی سیر کا لطف اٹھا رہے تھے کہ اچانک یہ لڑکا نمودار ہوا اور آتے ہی اس نے میری بیوی کو دبوچ لیا اور کہا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے میرے حوالے کر دو ورنہ میں تمہاری بیوی کو پہاڑیوں سے گرا کر ہلاک کر دوں گا۔ میں نے اس کو لاکھ کہا کہ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں میری جیب میں صرف چار پانچ روپے ہیں۔ وہ تم لے لو اور میری بیوی کو چھوڑ دو۔ اس نے یہ سن کر کہا کہ اپنے بازو پہ بندھی گھڑی اتار کر دے دو۔ جو میں نے دینے سے انکار کر دیا کیونکہ یہ مجھے سسرال سے ملی تھی اور ابھی ہماری شادی ہوئے چند ماہ ہی ہوئے ہیں۔ میں نے اس کو یہ تجویز دی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہ تم گھڑی نہ دو ہمارے ساتھ ہوٹل چلو میں تم کو
ایک ہزار روپے ادا کر دوں گا۔ اور تم کسی قسم کا
نہ کرو میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا۔ یہ نہ مانا اور دھمکی
دی کہ فوراً گھڑی اتار کر دے دو۔ ورنہ میں تمہاری
بیوی کو دھکا دے دوں گا۔ میں نے انکار کر دیا۔ اس
خیال سے بچہ ہے ایسی حرکت نہیں کرے گا۔
صرف مجھے ڈرا رہا ہے۔ اس نے پھر مطالبہ کیا
نے ابھی انکار کے لفظ پوری طرح ادا بھی کیے
کہ میں نے دیکھا اس نے میری بیوی کو دھکا دے کر
سے نیچے کھڈ میں گرا دیا۔

لوگ جاوید کو پکڑ کر تھانے لے گئے۔ اس آدمی
نے جو کہانی بیان کی اس کے مطابق تھانہ میں رپورٹ درج
کر کے جاوید کو قتل کے الزام میں پکڑ لیا گیا۔ گواہ بھی
کچھ لوگ بیان کی ہوئی کہانی کے مطابق بن گئے۔ جاوید
موقع پر کوئی بھی موجود نہ تھا۔ جاوید کے والدین کو پتہ چلا
تو وہ تھانہ گئے۔ جاوید نے جو واقعہ ہوا اُن کو بتایا۔ اس
کے والدین نے پولیس کو بہت سمجھانے کی کوشش کی
ہمارا بچہ بے قصور ہے۔ اس آدمی نے نہ جانے کیوں
اپنی بیوی کو خود ہلاک کر دیا ہے۔ لیکن وہاں کسی نے ایک

نہ سنی۔ کیونکہ بیوی کے قاتل نے اس تھانہ کے انچارج
کو ایک بڑی رقم رشوت کے طور پر دے دی تھی کہ قاتل
جاوید ہی ہے۔ آج عدالت میں اُس کی پیشی ہے۔
اس کے خلاف آج پہلا بیان بیوی کے قاتل کا ہو گا۔
شہادت جاوید کے خلاف جا رہی ہیں۔ اور وہ بے چارہ
بے گناہ سزا پا جائے گا۔ کیونکہ قاتل کی بتائی جھوٹی کہانی
کے مطابق باقی گواہ بھی وہی کہانی بیان کریں گے جو اُن کو
رٹائی گئی ہے۔ اور غزالہ اسی سلسلہ میں مری گئی ہوئی ہے۔

ماریا نے جب یہ کہانی سنی تو اُسے بہت دکھ ہوا۔
اس کی پیاری سہیلی کا خالہ زاد بھائی بے گناہ پکڑا گیا
ہے۔ اور اب واقعات کے مطابق اُسے واقعی سزا
ہو سکتی ہے۔ مجھے اس کی مدد کرنی چاہیے۔ اس وقت
صبح کے چھ بجے تھے۔ عدالت کا وقت نو بجے کا ہوتا
ہے۔ مجھے اتنے وقت میں مری پہنچ جانا چاہیے۔
ماریا کھڑکی کے راستے باہر آئی اور مری کی طرف پرواز کر
گئی۔ ماریا جس وقت مری پہنچی تو پونے نو بج چکے تھے
وہ فوراً کچہری کی طرف گئی کہ معلوم کرے کہ جاوید کو کس عدالت
میں پیش ہونا ہے۔ جب وہ کچہری پہنچی تو اس نے دیکھا کہ
مختلف کمروں کے باہر لوگ کھڑے ہیں۔ ماریا ایک ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عورت کے پاس کھڑی
سکے۔ وہ پیار کرتے جیسے وہ ڈاکو بھی ہیں کہ جاوید کا بچہ
باہر اس نے دیکھا کہ ایک نوجوان لڑکے کو پولیس جیل
لے جا رہی ہے۔ اُسے شک ہوا کہ یہی جاوید ہو
کے پاس ایک بوڑھا مرد اور ایک بوڑھی عورت کھ
ماریا اُن کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔ چند منٹ تک خاموش
رہی۔ اچانک بوڑھی عورت لڑکے کو مخاطب ہو کر بولی
فکر نہ کرو۔ اللہ رحم کرے گا۔ ہاں ایک بات یاد رکھو
کوئی انسان انجانے یا جانے میں کوئی جرم
کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے سزا دینے کے لیے
کسی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ شاید تم سے بھی
ایسی کوئی بات ہو گئی ہو اور تم ایک ناکردہ جرم میں
ہو گئے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کر دے گا۔ ماں کی
اولاد کے لیے بڑی چیز ہوتی ہے۔ میں دن رات تمہارے
دعا کرتی ہوں اللہ تعالیٰ تمہاری اس مصیبت کو جلد دور
دیں گے اور تم رہا ہو جاؤ گے۔ اس کے لیے تم
قصور ہو۔ ماریا نے جاوید کا نام سن کر اُس کی طرف
اور دل میں ایک فیصلہ کر لیا کہ جاوید کو بچانے کے
اس نے کیا طریقہ اختیار کرنا ہے۔

عدالت کا وقت ہوا تو آواز پڑی۔ سپاہی جاوید کو لے
کر عدالت میں داخل ہونے تو ماریا نے دیکھا کہ اُن کے ساتھ
ایک آدمی تھا۔ بڑا معاملہ فہم اور چالاک نظر آتا تھا۔ مگر
جو عدالت میں داخل ہوا تھا ماریا نے اندازہ لگایا کہ یہی
شخص اپنی بیوی کا قاتل ہو گا۔ جو جاوید کے خلاف بیان دینے
کے لیے آیا ہے۔

جب عدالتی کارروائی شروع ہوئی تو بطور گواہ کے
بیوی کا قاتل کٹہرے میں آیا۔ جونہی وہ کٹہرا میں داخل ہوا
ماریا اس کے قریب گئی اور اس کے کان میں کہا میں تمہاری
بیوی کی روح ہوں تم عدالت میں جو کچھ کہو گے سچ
کہو گے۔ اگر تم نے جھوٹ بولا تو میں خود عدالت کو بتا دوں
گی کہ میرا قاتل میرا شوہر ہے۔ میری آواز تم سن رہے
ہو تو یقین کرو میری آواز عدالت میں بیٹھا جج بھی سن
سکتا ہے۔ تم جھوٹ نہیں بولو گے۔ تم میرے قابو
میں ہو اور تمہارا دماغ میرے قبضہ میں ہے۔ بیوی کا
قاتل ساکت ہو کر رہ گیا کہ میری بیوی کی روح یہاں
کہاں سے آ گئی۔ اس نے اپنے آپ کو جھٹکا دیا اور دل
میں کہا نہیں یہ میرا وہم ہے۔ لیکن ماریا نے دوبارہ اس
سے کہا۔ کہ تم جھوٹ نہیں بولو گے تم میرے قبضہ میں ہو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہی کہو گے جو اصل واقعہ ہے۔ ماریا کی اس گفتگو سے وہ آد...
ہپناٹائز ہو کر بدحواس ہو چکا تھا۔ جج نے جب کہا کہ و...
بیان کیا جائے تو بیوی کا قاتل من گھڑت کہانی بھول چکا...
وہ کہہ رہا تھا جناب میں نے اپنی بیوی کو خود ہی دھکا د...
گرایا تھا۔ ہماری شادی کو آٹھ ماہ ہو چکے ہیں۔ میں نے ی...
دولت حاصل کرنے کے لیے کی تھی۔ میں پہلے سے شا...
شدہ ہوں۔ میں نے اپنی اس بیوی اور اس کے وا...
سے جھوٹ بولا تھا کہ میں غیر شادی شدہ ہوں۔ میری...
بیوی سے تین بچے ہیں۔ شادی کے بعد میری دوسری...
کے حصہ میں جو دولت آئی ہے وہ اس کی موت کے...
ہی مجھے مل سکتی تھی۔ لہٰذا میں اس کو موت کے گھاٹ...
کے لیے سیر کے بہانے مری لے آیا۔ میں پروگرام بنا...
تھا کہ مری میں سیر کے جب اِدھر اُدھر جائیں گے تو...
اسے دھکا دے کر نیچے گرا دوں گا۔ اور کہہ دوں گا...
اس کا پاؤں پھسل گیا اور یہ کھڈ میں گر کر مر گئی۔ اتف...
یہ ہوا کہ جس روز میں یہ پروگرام بنا کر شکر پڑیاں...
کہ اپنی بیوی کو ہلاک کر دوں گا۔ ہم دونوں میں کسی با...
پر معمولی سی تکرار بھی ہو گئی۔ میں تو یہ ٹھ کر کے آیا تھا کہ ا...
اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اس تکرار سے حالات اور...

...بھی خراب ہو گئے۔ اور میں نے اسے دھکا دے دیا۔
...تو اچانک میرے سامنے جاوید آ گیا۔ نہ جانے میرے
...ذہن میں کیسے یہ بات آ گئی کہ میں نے شور مچا دیا کہ جاوید
...نے میری بیوی کو دھکا دے کر ہلاک کر دیا ہے۔ اور میں
...نے تھانہ کے پولیس آفیسر کو بھاری رشوت بھی اس سلسلہ میں
...دی تھی کہ وہ مقدمہ جاوید کے خلاف مضبوط بنائے تاکہ
...مجھ پر شک نہ ہو۔ اس کے بعد عدالت برخاست ہو گئی۔
دوسرے گواہ بھی عدالت میں موجود تھے وہ یہ بیان سن
کر حیران رہ گئے اور اپنے کئے پر بہت شرمندہ ہوئے
کہ ان کی وجہ سے جاوید کو کن حالات سے دوچار ہونا
پڑا حالانکہ اُن لوگوں نے اس واقعہ کو ہوتے دیکھا نہ تھا صرف
ملزم کے بیان پر یقین کر کے اس کی ہاں میں ہاں ملا کر
جاوید کو ملزم بنا دیا۔

دوسرے روز جب عدالتی کارروائی شروع ہوئی تو
تمام گواہوں نے بیان دیا کہ ہمیں غلط راستہ پر ڈال دیا گیا
تھا۔ ملزم نے جو بیان دیا ہے وہ درست ہی ہو گا۔ کیونکہ
پہلی جھوٹی کہانی بھی ہم نے اس کی زبان سے سنی تھی۔ ہم
جاوید اور عدالت سے معذرت خواہ ہیں کہ خواہ مخواہ ایک
سنی سنائی بات پر یقین کر لیا ہم عدالت اور جاوید سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

معافی چاہتے ہیں۔ ان بیانوں کے ختم ہونے کے بعد
عدالت نے حکم دیا کہ جاوید کو رہا کر دیا جائے اور
بیوی کے قاتل کو گرفتار کر کے دوبارہ مقدمہ عدالت میں
پیش کیا جائے۔ اور جس پولیس آفیسر نے مقدمہ پیش کیا
ہے اس کے خلاف رشوت لینے اور جھوٹا مقدمہ بنانے
پر رپورٹ درج کر کے پیش عدالت کیا جائے۔

جاوید رہا ہو گیا ماریا اپنی اسی کامیابی پر بڑی خوش
تھی کیونکہ اسے یقین نہ تھا کہ اتنی آسانی سے یہ کام
ہو جائے گا۔ اور مجرم اتنی آسانی سے قابو آ جائے گا۔
جاوید کے ماں باپ بھی بڑے خوش تھے۔

ماریا نے پہلے سوچا کہ جاوید کے ساتھ اس کے گھر
تک جائے۔ اور غزالہ کو مل کر تمام صورت حال بتائے
کیونکہ غزالہ اسے کچہری میں نظر نہ آئی تھی۔ پھر یہ سوچا
کہ ٹھیک ہے میں نے یہ کام اپنی سہیلی غزالہ کی خاطر ہی
کیا ہے۔ مگر احسان جتانے کا کیا فائدہ؟ مجھے اب لاہور
واپس چلنا چاہیے۔ اور وہ لاہور کی طرف چل دی۔ دو تین
روز وہ ادھر ادھر گھومتی رہی اور ایک دن یہ سوچ کر کہ میں
غزالہ کو یہ واقعہ نہیں بتاؤں گی۔ صرف مل کر آ جاؤں
گی خدا جانے پھر کبھی لاہور آنا نصیب ہو یا نہ ہو وہ غزالہ کی کوٹھی کی طرف
چل دی۔

مندر میں سانپ

ماریا نے کوٹھی کے اندر باہر گھوم پھر کر دیکھا
اسے غزالہ کہیں نظر نہ آئی۔ شاید وہ مری سے ابھی تک واپس
نہیں آئی تھی۔ غزالہ کے ماں باپ بوڑھے ہو چکے تھے۔ ماریا نے
ان سے بات کرنی مناسب خیال نہ کی اور وہاں سے پرواز کر گئی۔
اب وہ جی ٹی روڈ پر واہگہ باڈر کی طرف جا رہی تھی۔ اسے
معلوم تھا کہ واہگہ باڈر سے ملک انڈیا یعنی بھارت کی سرحد
شروع ہو جاتی ہے

باڈر پر جا کر اس نے دیکھا کہ باڈر بند ہے۔ ان دنوں
بھارت کے صوبے پنجاب میں ہندوؤں اور سکھوں کے فساد
ہو رہے تھے۔ جن کی وجہ سے بھارت کی حکومت نے
پنجاب کی سرحد کو غیر ملکی مسافروں کے لئے بند کر دیا
تھا۔ مگر ماریا کے لئے یہ بندش کوئی حیثیت نہیں رکھتی
تھی۔ وہ باڈر کے اوپر سے اڑتی ہوئی بھارت کے ملک میں
داخل ہو گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے دیکھا کہ امرتسر شہر کو جاتی سڑک بالکل سنسان
پڑی ہے کھیتوں میں بھی کوئی کسان نظر نہیں آ رہا۔ کوئی مرد
یا عورت نہیں ہے۔ ماریا سڑک سے پندرہ فٹ بلند
ہوا میں تیرتی چلی جا رہی تھی۔ آگے پینتیس میل کے فاصلے پر
انڈیا کا پہلا شہر امرتسر تھا جہاں سکھوں کا مشہور گوردوارہ گولڈن
ٹمپل ہے اور ہندوؤں کا مشہور مندر درگیانہ مندر ہے۔ ماریا
نے سوچا کہ وہ آگے جا کر کیا کرے گی۔ واپس ہی
چلے جانا چاہیئے۔

یہ سوچ کر وہ بائیں جانب کھیتوں کے اوپر مڑ گئی۔
اب ایسا ہوا کہ وہ واہگہ بارڈر سڑک کے ذریعے
کرنے کی بجائے کھیتوں کی طرف ہو گئی تھی کہ دریا کی
سے پاکستان میں داخل ہو گی۔ وہ اڑتی جا رہی تھی۔ ابھی پاکستان
کی سرحد دور تھی ماریا ابھی تک ہندوستان کے علاقہ میں ہی تھی
اڑتے اڑتے اس نے نیچے دیکھا تو اسے چار سکھ فوجی
جیپ چلاتے دکھائی دیئے۔ اس جیپ میں ایک اٹھارہ برس
سال کا لڑکا بھی بیٹھا تھا۔ جس کے ہاتھ رسی سے پیچھے
بندھے تھے۔ ماریا کو تشویش ہوئی کہ اس لڑکے کو
ہندوستانی سکھ فوجی کیوں پکڑ کرلے جا رہے ہیں
ماریا نے فضا میں ہی شٹاپ کا غوطہ لگایا اور ہوا

کاٹ کر جیپ میں آ گئی۔ دو فوجی جیپ کے آگے بیٹھے تھے
دو سکھ فوجی جو پیچھے بیٹھے تھے۔ انہوں نے لڑکے کو پکڑ
رکھا تھا۔ لڑکے کا رنگ زرد تھا۔ چہرے پر ہوائیاں اڑ
رہی تھیں اور بار بار روتے ہوئے کہتا۔

"میں جاسوس نہیں ہوں جی۔ میں تو اپنے کھیتوں
میں راستہ بھول کر انڈیا کے علاقے میں آ گیا تھا۔ میں
جاسوس نہیں ہوں"

سکھ فوجی نے اسے تھپڑ مار کر کہا

"بکواس بند کر اوئے۔ ہمیں معلوم ہے تم جاسوس ہو
اور پاکستان سے تم ٹریننگ لے کر ہمارے ملک میں داخل ہوتے
ہو اور وہاں بموں کے دھماکے کرتے ہو اور ہندو سکھوں کو
قتل کرتے ہو۔ ہمیں تو تمہاری تلاش تھی۔ اب کرنل مہندر
گنگا پرشاد تیری ہڈیاں توڑ کر رکھ دے گا۔"

ماریا نے ان کی باتوں سے اندازہ لگایا کہ یہ پاکستانی
لڑکا غلطی سے انڈیا کے علاقے میں آ گیا ہے اور یہ
سکھ فوجی اسے جاسوس سمجھ کر پکڑے لئے جا رہے ہیں
کیونکہ بھارت کے صوبہ پنجاب میں جگہ جگہ پر چھٹ رہے
تھے اور ہندو سکھوں کو اور سکھ ہندوؤں کو ہلاک کر رہے
تھے۔ اس لئے امرتسر میں کرفیو لگا تھا اور ساری سڑکیں ویران

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سنسان پڑے ہوئے تھے۔ سکھ
ایک وحشی کی طرح سے بے بس مسلمانوں کو اور ہندو سکھوں
کو ہلاک کر کے پاکستان پر الزام لگا رہے تھے کہ بھارت کی حکومت
بھارت میں داخل کئے جا رہے ہیں۔ سکھ فوجی نے کہا
"تمہارے ایک اور ساتھی کو بھی ہم نے پکڑ لیا
تھا وہ بھی ہماری قید میں پڑا اپنی ہڈیوں کو سینک رہا ہے
تمہاری بھی ایسی پٹائی ہوگی کہ ساری زندگی یاد کرو گے۔"
آگے بیٹھے ہوئے سکھ فوجی نے قہقہہ لگا کر کہا
"اوئے یہ زندہ بچے گا تو یاد کرے گا۔ اس کو تو
دوسرے پاکستانی جاسوس کے ساتھ شوٹ کر دیا جائے گا۔"
ماریا چونک پڑی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ جو دوسرا
پاکستانی لڑکا ان سکھ فوجیوں نے پکڑ رکھا ہے۔ اسے بھی یہ گولی
مار دیں گے۔ ماریا یہ بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی کہ ایک
بے گناہ مسلمان لڑکے کو سکھ گولی مار کر ہلاک کر دیں۔ اس
نے ان دونوں کو بچانے کا فیصلہ کر لیا اور سکھ فوجیوں کی
جیپ کے اوپر اس کے ساتھ ساتھ اڑنے لگی۔ جیپ
امرتسر شہر میں داخل ہو گئی۔ امرتسر شہر میں کرفیو لگا ہوا
تھا۔ سارا شہر ویران تھا۔ سڑکیں سنسان تھیں۔ سکھ فوجیوں
کی جیپ تیزی سے سڑکوں پر بھاگ رہی تھی۔ رام باغ کے

فوجی ہیڈ کوارٹر تھا۔ جیپ ہیڈ کوارٹر کے گیٹ سے
اندر چلی گئی۔
ماریا بھی جیپ کے ساتھ ساتھ ہی تھی۔
مسلمان لڑکے کو جیپ ہی سے اتار کر فوجی ہیڈ کوارٹر کے
ایک تاریک کمرے میں بند کر دیا گیا۔ اس کے ہاتھ
پیچھے باندھ دیئے گئے تھے۔ لڑکا روتے روتے تھک گیا تھا
اس کے آنسو بھی خشک ہو گئے تھے۔ ماریا جب اس کو
کوٹھڑی میں داخل ہوئی تو وہ سر دیوار کے ساتھ لگائے سسکیاں
بھرتے ہوئے اپنی ماں اور باپ کو یاد کر رہا تھا۔
"امی ابو۔ مجھے وحشی کے فوجیوں نے پکڑ لیا ہے۔ یہ
مجھے مار ڈالیں گے۔ یہ مجھے مار ڈالیں گے۔"
اور لڑکا سسکیاں بھر بھر کر رونے لگا۔ ماریا کو اس پر
بے حد ترس آیا۔ اس کا دل چاہا کہ وہ ابھی اس پر اپنا آپ
ظاہر کر دے مگر اس خیال سے رک گئی کہ کہیں لڑکا ڈر کر
بے ہوش نہ ہو جائے۔ اتنے میں کمرے کا دروازہ کھلا۔ ایک
سکھ فوجی کے ساتھ ایک ریچھ کی شکل والا کالا موٹا فوجی افسر
ہاتھ میں ڈنڈا لئے داخل ہوا۔ لڑکا بے چارہ سہمی سہمی
نظروں سے اسے تکنے لگا۔ ریچھ نما فوجی افسر نے ڈنڈا
لہراتے ہوئے کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لڑکے۔ اگر تو ہمیں بتا دے کہ پاکستان میں کس جگہ جاسوسوں کو تخریبی کارروائیوں کی ٹریننگ دے کر ملک میں سمگل کیا جاتا ہے تو میں تمہیں ابھی آزاد کر کے تمہیں تیرے گھر پہنچا دوں گا

لڑکے نے ہاتھ جوڑ کر کہا

اللہ میاں کی قسم ہے مجھے کچھ نہیں پتہ میں تو گاؤں سے کھیتوں میں جا رہا تھا کہ راستہ بھول کر علاقے میں آ گیا اور مجھے فوجیوں نے پکڑ لیا۔

فوجی نے غرا کر کہا

لڑکے! میرا نام کرنل گنگا پرشاد ہے۔ میں نے بڑے جاسوسوں کا سر جھکا دیا ہے تم کیا ہو۔ لیکن میں ایک بار پھر موقع دیتا ہوں کہ مجھے اپنے ساتھیوں اور ان تخریب کاروں کے ٹریننگ سنٹر کا پتہ بتا دو میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔ اگر نہ بتایا تو تجھے ایک دوسرے جاسوس کے ساتھ گولی سے اڑا دیا جائے گا

لڑکے نے گڑگڑا کر کہا

حضور میں بے گناہ ہوں۔ میں جاسوس نہیں ہوں مجھے کچھ پتہ نہیں ہے۔ مجھے چھوڑ دیں۔

ہندو کرنل نے آگے بڑھ کر لڑکے کے منہ پر زور سے تھپڑ مارا۔ لڑکا بے چارہ پیچھے کو گر پڑا۔ ماریا کو سخت غصہ آیا۔ کیونکہ معصوم لڑکے کی ہچکی بندھ گئی تھی۔ ماریا ہندو کرنل کی گردن مروڑنے ہی والی تھی کہ اسے دوسرے پاکستانی لڑکے کا خیال آ گیا جو ان سکھ فوجیوں کی قید میں تھا اور جس کے بارے میں ابھی ماریا کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں پر قید ہے ابھی ہندو کرنل پر حملہ کرنے سے معاملہ بگڑ سکتا تھا اور ہو سکتا ہے کہ وہ خفیہ طور پر اس لڑکے کو گولی سے اڑانے کا آرڈر کر دیتا۔

ہندو کرنل لڑکے کو یہ دھمکی دے کر پھنکارتا ہوا باہر نکل گیا کہ اگر صبح تک اس نے پاکستان میں ٹریننگ سنٹر کا پتہ اور اپنے ساتھی جاسوسوں کے ایڈریس اور نام نہ بتائے تو اسے شوٹ کر دیا جائے گا۔

بے چارہ بے گناہ معصوم مسلمان لڑکا اپنے گال سہلاتا ہوا سر جھکا کر آہستہ آہستہ رونے لگا وہ اپنے امی ابو کو بھی روتے روتے یاد کر رہا تھا۔ ماریا کا دل رحم اور درد سے بھر گیا۔ اس نے لڑکے کو تسلی دینے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے اپنی آواز میں بڑی ملائمت، نرمی اور شفقت پیدا کرتے ہوئے لڑکے کے قریب منہ لے جا کر آہستہ سے کہا۔

جاوید بیٹا۔ گھبراؤ نہیں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔

یہ لڑکا بار بار اپنا نام لے کر اپنی امی اور ابو کو پکار
تھا۔ جس کی وجہ سے ماریا کو اس کے نام کا پتہ چل گیا۔
ماریا کی آواز سن کر لڑکا بے چارہ ڈر کر دیوار کے
لگ گیا۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کمرے کے چاروں
دیکھ رہا تھا۔ ماریا نے جلدی سے کہا۔

جاوید! پریشان ہونے کی ضرورت نہیں بیٹا۔ میں
دادی کی والدہ کی روح ہوں تمہاری پکار مجھے جنت
یہاں کھینچ لائی ہے۔ میں تمہاری مدد کروں گی۔

جاوید کو کچھ حوصلہ ہوا۔ اس نے کہا

دادی اماں! میری مدد کرو۔ میں نے کوئی جاسوسی
کی یہ سکھ مجھے زبردستی پکڑ لائے ہیں۔

ماریا نے آہستہ سے کہا

مجھے معلوم ہے بیٹا۔ اسی لئے تو میں تمہاری مدد
آئی ہوں۔

جاوید نے بے تابی سے کہا

دادی اماں! مجھے یہاں سے نکال کر میرے
پہنچا دو۔ امی ابو کا برا حال ہو رہا ہوگا۔

ماریا کہنے لگی۔

آہستہ بولو جاوید۔ سنو۔ ان سکھ فوجیوں نے

کے کو قید کر رکھا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اسے بھی [illegible]
کے تمہارے ساتھ ہی پاکستان لے چلوں۔

جاوید نے ایک ایسی بات کہہ دی جس کا ماریا کے پاس
جواب نہیں تھا۔ وہ بولا۔

دادی اماں تم تو جنت کی روح ہو۔ پھر تمہیں اس لڑکے
بارے میں سب کچھ معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ کہاں ہے۔

ماریا بولی۔

ہاں ہاں۔ بیٹا جاوید۔ مجھے معلوم ہے مگر میں تمہیں
نہیں چاہتی تھی۔ اچھا تم ایسا کرو کہ اب خاموش ہو کر
جاؤ۔ میں رات کے اندھیرے میں آؤں گی اور تمہیں یہاں
نکال کر لے چلوں گی۔

جاوید کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ ماریا نے اسے چپ کرا دیا۔

ش! گارڈ ادھر دیکھ رہا ہے۔

گارڈ ایک سکھ سپاہی تھا جو کمرے کے باہر کھڑا پہرہ دے
تھا اس نے گردن سلاخوں کے پاس لا کر ڈانٹا۔

کیوں اوئے کس سے باتیں کر رہے ہو! خبردار چپ
کے بیٹھے رہو۔

جاوید چپ ہو گیا۔ ماریا نے جاوید کے کان میں سرگوشی
تے ہوئے کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جاوید اب کوئی بات نہ کرنا۔ بس ایسے ہی بیٹھے رہو۔ رات کا اندھیرا ہوتے ہی تمہارے پاس آ جاؤں گی پھر تمہیں یہاں سے نکال کر لے چلوں گی۔ خدا حافظ!

ماریا اس حوالات سے باہر آ گئی۔

ماریا نے سوچا کہ پہلے جاوید کو اس موت کے منہ سے نکال کر اس کے گھر پاکستان پہنچا دینا چاہیے۔ اس کے بعد دوسرے لڑکے کا سراغ لگایا جائے گا۔ کیونکہ جاوید کا برا حال ہو رہا تھا۔ ماریا رام باغ والے بھارتی فوجی ہیڈکوارٹر سے باہر نکل آئی۔ اس نے باہر کے ماحول کا جائزہ لیا۔

یہاں صحن میں ایک سائبان کے نیچے کچھ فوجی گاڑیاں کھڑی تھیں۔ جگہ جگہ سکھ فوجی گھوم پھر رہے تھے۔ ہیڈکوارٹر کے بڑے گیٹ کے باہر دو سکھ فوجی سٹین گنیں اٹھائے پہرہ دے رہے تھے۔ ماریا نے اپنے حساب سے سارا جائزہ لیا اور ریلوے سٹیشن کی طرف آ گئی اب وہ اندھیرا پھیلنے کا انتظار کر رہی تھی۔

ماریا کچھ دیر امرتسر کے ریلوے سٹیشن پر گھومتی رہی۔ یہاں مسافر موجود تھے مگر گاڑیاں کرفیو کی وجہ سے چل رہی تھیں۔

سٹیشن کو باقی شہر کی طرح پریشان اور ویران تھی۔ ما

رہی۔ فضا میں اڑتی ہوئی امرتسر کے مشہور باغ کمپنی باغ میں آ گئی۔ تھوڑی دیر وہاں سیر کرتی رہی۔ جب رات کا اندھیرا پھیل گیا تو واپس رام باغ والے بھارتی فوجی ہیڈکوارٹر کی طرف روانہ ہوئی۔

ابھی تک شہر میں کرفیو لگا ہوا تھا۔ یہ بات جاوید کے فرار میں اس کو مدد دے سکتی تھی۔ ہیڈکوارٹر کے گیٹ پر بجلی کا بلب روشن تھا اور سکھ سپاہی پہرہ دے رہے تھے ماریا سب سے پہلے جاوید کے حوالات والے کمرے میں گئی بے چارہ جاوید ماریا کے انتظار میں سوکھ رہا تھا۔ ماریا نے حوالات میں جا کر اسے تسلی دی اور تیار رہنے کی ہدایت دے کر باہر آ گئی۔

ماریا نے فوجی ہیڈکوارٹر کے پیچھے کی طرف جا کر دیکھا وہاں ساتھ ساتھ چار گیراج بنے تھے جن میں چار فوجی گاڑیاں کھڑی تھیں۔ ماریا نے چاروں فوجی گاڑیوں کی پٹرول ٹینکیوں کے ڈھکن اٹھا کر انہیں ایک طرف سے ٹیڑھا کر دیا۔ پٹرول باہر بہنے لگا۔ ماریا نے دیکھا کہ ایک فوجی چند قدم کے فاصلے پر رائفل لئے پہرہ دے رہا تھا۔ ماریا اس کے پاس آ گئی۔ پھر اس نے سکھ فوجی کے ہاتھ سے سٹین گن چھین لی سکھ فوجی بوکھلا گیا کہ اس کی سٹین گن کس نے چھینی ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کچھ دیر میں ماریا نے گیراج میں کھڑی فوجی گاڑیوں پر
کا ایک برسٹ مارا۔ تڑ تڑ کی آواز سے گولیاں پٹرول
ٹینکوں پر لگیں اور ایک زبردست دھماکے کے ساتھ
گاڑیوں کو آگ لگ گئی۔

آگ اتنی تیزی سے بھڑکی کہ گیراج شعلوں کی لپیٹ
آ گیا۔ وہاں شور مچ گیا۔ فوجی گیراج کی طرف دوڑ پڑے
بجھانے کی کوشش کرنے لگے۔

ماریا بھاگ کر حوالات کی طرف گئی۔ وہاں کھڑے
فوجی کی گردن پر زوردار مکا مار کر اسے وہیں ڈھیر کیا اور
کو آواز دی۔

اندھیرے میں سے ہو کر باہر گیٹ کی طرف دوڑ
جاوید اسی کے انتظار میں تھا۔ ماریا نے حوالات
کھول دیا۔ جاوید گیٹ کی طرف دوڑا۔ فوجی آگ بجھا
گئے تھے۔ ماریا نے گیٹ کے قریب کھڑی ایک
میں جاوید کو بیٹھنے کا حکم دیا اور خود اگلی سیٹ پر بیٹھ
جیپ کو ایک دم سٹارٹ کر کے اتنی زور سے ٹکر
ہیڈ کوارٹر کا گیٹ ٹوٹ پھوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا۔

ماریا جیپ کو فوجی ہیڈ کوارٹر میں سے نکال کر شہر
دوں پر لے آئی جیپ بڑی تیزی سے بارڈر کی طرف

گئی۔ جاوید پچھلی سیٹ پر سہما بیٹھا تھا۔ ابھی تک اس کے
تعاقب میں کوئی فوجی گاڑی نہیں آئی تھی۔ ماریا نے اسے
چلا کر کہا۔

میں تمہیں دریا کی طرف سے بارڈر پار کراؤں گی۔ اس
سڑک پر خطرہ ہے۔

جاوید نے کہا

مجھے رات کے اندھیرے میں راستہ نہیں آئے گا۔

ماریا نے کہا

میں دریائے راوی کے ذریعے بارڈر پار کروں گی۔

جاوید نے اس کو بتایا کہ ان کا گاؤں دریائے راوی کے کنارے آباد ہے۔ ماریا نے جیپ کو کھیتوں میں ڈال دیا۔ کھیتوں کے آگے ایک گاؤں آگیا۔ ماریا تیزی سے جیپ چلاتی گاؤں میں سے گزر گئی۔ اس کے بعد کھیت اور پھر ویران سرحدی علاقے شروع ہوگئے۔ یہاں آبادی بالکل نہیں تھی۔ اس جگہ بھارتی بارڈر فورس کے مورچے تھے۔ انہیں جاوید کے فرار کی خبر وائرلیس پر مل گئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے دور سے ایک جیپ آتی دیکھی تو ہوا میں فائر کر کے اسے رکنے کا اشارہ کیا۔ مگر ماریا رکے بغیر آگے نکل گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باؤڑ فورس کے سکھ سپاہی بھی جیپ لے کر اس کے پیچھے دوڑے۔ وہ ساتھ ساتھ پیچھے سے اندھیرے میں فائرنگ بھی کر رہے تھے۔ ماریا نے جاوید کو سیٹ کے نیچے لیٹ جانے کو کہا اور جیپ کو دریا کی طرف دریائے راوی زیادہ دور نہیں تھا۔ باؤڑ سیکورٹی فورس کی جیپ بھی گڑھوں کھڈ نالوں سے گزرتی اس کے قریب پہنچ رہی تھی۔ ماریا کے پاس کوئی بندوق رائفل نہیں تھی۔ سکھ کی سٹین گن اس نے گیراج میں آگ لگانے کے بعد پھینک دی تھی۔

جب ماریا نے محسوس کیا کہ باؤڑ فورس کے سکھ سپاہی اس کے بالکل ہی قریب آگئے ہیں تو اس نے جیپ دریائے راوی کے کنارے ایک جگہ جھاڑیوں کے کھڑا کیا اور جاوید سے کہا

میں تمہیں اپنے کاندھوں پر بٹھا رہی ہوں تم میرے کاندھوں پر بیٹھتے ہی غائب ہو جاؤ گے۔ گھبرانا نہیں۔ تم سب کچھ دیکھ رہے ہو گے مگر تمہیں کوئی دیکھ سکے گا۔ تم پر گولی بھی اثر نہیں کرے گی۔

جاوید بے چارہ بے حد گھبرایا ہوا تھا۔ باؤڑ سیکورٹی فورس کے سپاہی ان کے سر پر آگئے تھے۔ وہ دھڑا دھڑ

فائرنگ کرتے چلے آ رہے تھے۔ ماریا نے جاوید کو اپنے کاندھوں پر بٹھا لیا اور دریا کی طرف چل دی۔ جاوید ماریا کے کاندھوں پر بیٹھتے ہی غائب ہو گیا۔ یہ اس کی زندگی کا سب سے انوکھا تجربہ تھا۔ وہ بار بار اپنے ہاتھوں اور جسم کو دیکھنے کی کوشش کرتا مگر اسے اپنا جسم نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس کے بجائے وہ بھارتی سپاہیوں کو اندھیرے میں بھی گولیاں برساتے اور جھاڑیوں میں کھڑی جیپ کی طرف آتے برابر دیکھ رہا تھا۔

ماریا نے آہستہ سے کہا

بولنا بالکل نہیں جاوید!

ماریا کو جاوید کا بوجھ ضرور محسوس ہو رہا تھا۔ اس پر پیچھے سے گولیاں برس رہی تھیں۔ ماریا زور سے اوپر کو اچھلی۔ جاوید نے دیکھا کہ وہ ماریا کے کاندھوں میں بیٹھا ماریا کے اوپر ہوا میں اڑنے لگا ہے۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں وہ ڈر رہا تھا۔

ماریا نے اسے تسلی دی اور اپنی رفتار تیز کر دی دیکھتے دیکھتے وہ دریا کے بہاؤ کے ساتھ ساتھ اڑتی کافی دور نکل گئی۔ ایک جگہ اسے دریا کی دونوں جانب فوجی مورچے نظر آئے۔ یہ بھارتی باؤڑ کی آخری چوکیاں تھیں۔ ماریا بھارت کی سرحد عبور کر کے پاکستان کی سرزمین میں داخل ہو چکی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے دور ایک گاؤں کی مسجد کے سفید مینار اندھ
اندھیرے میں ابھرتا دیکھا تو سمجھ گئی کہ وہ پاکستان میں آ
ہے اس نے جاوید سے کہا

کیا تم اپنے گاؤں کو اندھیرے میں پہچان لوگے

جاوید نے کہا

ہاں ... یہ جو مسجد ہے اس سے تھوڑی
دوسرا گاؤں ہے وہ ہمارا گاؤں ہے۔

ماریا دو سیکنڈ میں جاوید کے گاؤں پہنچ گئی۔ ج
نے اپنے گھر کو پہچان لیا۔ اس کے گھر میں بتی
تھی۔ اس کے ماں باپ پریشان حال بیٹھے اپنے
یاد کرکے آنسو بہا رہے تھے۔ ماریا نے جاوید کو
کے مکان کے دروازے پر اتارا اور کہا

"بیٹا! کسی سے میرے بارے میں بات
اب میں جاتی ہوں مجھے تمہاری طرح کے ایک
پاکستانی لڑکے کو دشمن کی اذیت ناک قید سے
ہے۔ خدا حافظ۔

یہ کہہ کر ماریا فضا میں بلند ہوئی اور بھارت کی
رخ کر لیا۔ وہ سیدھی امرتسر شہر میں بھارتی فوج
ہیڈ کوارٹر میں آئی۔ آگ پر قابو پا لیا گیا تھا۔ مگر پاک

جاسوس کے فرار ہو جانے کی وجہ سے وہاں زبردست افراتفری
عالم تھا۔ فوجی ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔ کوئی گاڑی
گیٹ کے اندر آرہی تھی تو کوئی گاڑی گیٹ کے باہر جا رہی
تھی۔ ماریا یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ دوسرا پاکستانی لڑکا کس
کمرے میں قید ہے وہ ایک کمرے میں آگئی۔ یہاں ہندو کرنل سخت
غصے کی حالت میں ٹہل رہا تھا۔ تین فوجی اٹین شن کھڑے تھے
کرنل چیخ کر بولا

ایک بھاگ گیا۔ تم لوگوں کے سامنے بھاگ گیا
اب دوسرے کی حفاظت کیسے کرو گے! میں سب کا
کورٹ مارشل کروں گا۔

ایک سکھ کیپٹن نے کہا

سر! دوسرا پاکستانی جاسوس قلعے کے تہہ خانے میں
بند ہے وہاں سے وہ کبھی فرار نہیں ہو سکتا۔

ہندو کرنل نے زمین پر پاؤں مارا اور دھاڑا۔

وہاں بھی تم ایسے پہرے دار ہوئے تو وہ وہاں سے
بھی بھاگ جائے گا۔

اس کے بعد کرنل نے فوجی ٹیلی فون کی ہتھی گھمائی اور
چلا کر بولا۔

پاکستانی جاسوس کی نگرانی سخت کر دو۔ اس کا کوئی خفیہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساتھی ہے جو اسے چھڑانے کی کوشش کرے گا۔ اگر
فرار ہو گیا تو تم سب کو شوٹ کر دوں گا۔ یہ سمجھ
ہوں......

ماریا کو صرف یہی معلوم ہو سکا کہ دوسرا پاکستانی لڑ
کے الزام میں شہر کے قلعے میں بند ہے۔ امرتسر شہر میں ای
قلعہ تھا جو سکھوں کے زمانے میں بنایا گیا تھا۔ ماریا نے
کیا کہ اس قلعے کی طرف چل کر سراغ لگانا چاہیے۔ چنانچہ
وہاں سے نکل کر امرتسر کے پرانے قلعے کی طرف اڑنے
امرتسر کا پرانا قلعہ ایک بہت بڑی گراؤنڈ میں واقع تھا۔
گراؤنڈ کو قلعے کی پریڈ کہا جاتا تھا۔ یہاں گراؤنڈ میں
چھایا تھا۔ قلعے کے بڑے گیٹ اور اوپر برج کی
میں روشنی ہو رہی تھی۔

کرفیو کی وجہ سے آس پاس بالکل ویرانی چھائی
ماریا قلعے کے اندر داخل ہو گئی۔ اس نے قلعے کے
گھوم پھر کر ایک ایک کمرے ایک ایک کوٹھڑی اور
تہہ خانوں کو چھان مارا۔ اسے وہاں کوئی قیدی نظر نہ
پاکستانی لڑکا کہاں اور کس قلعے میں قید ہے؟ کیا وہ
دوسرے شہر کا قلعہ ہے؟

یہی سوچتی سوچتی ماریا قلعے کے بڑے گیٹ سے

نکل آئی۔ وہ قلعے کے پیچھے جو سڑک تھی وہاں آ گئی۔ اس
سڑک کے کنارے ذرا ہٹ کر امرتسر کا سب سے بڑا ہندو مندر
درگیانہ کا مندر واقع تھا۔ یہ مندر ایک بہت بڑے
تالاب کے درمیان بنا ہوا تھا جس تک ایک چھوٹے سے
پل کا راستہ جاتا تھا۔ مندر میں بھی کرفیو کی وجہ سے سناٹا
چھایا تھا۔ کوئی آدمی نظر نہیں آ رہا تھا۔ ویسے بھی رات
کافی گزر چکی تھی۔ صرف مندر میں دو چار بتیاں جگمگا
رہی تھیں جن کا عکس تالاب میں پڑ رہا تھا۔ ماریا نے
سوچا کہ چلو اس مندر کی ہی سیر کرتے ہیں۔

ساتھ ساتھ وہ سوچ بھی رہی تھی کہ پاکستانی لڑکا کہاں قید
ہو سکتا ہے؟

ماریا پل کے اوپر سے ہوتی ہوئی مندر میں آ گئی یہاں
کوئی انسان نہیں تھا۔ مندر میں دھیما بلب روشن تھا۔ مورتیاں
خاموش کھڑی تھیں۔ ماریا مندر کے پچھواڑے سے ہو کر باہر
جانے والی تھی کہ اسے ایک کوٹھڑی میں بوڑھی عورت نظر
آئی جو فرش پر جھکی ہوئی تھی۔ ماریا ذرا آگے آئی تو دیکھا کہ
وہ ایک کالے سیاہ سانپ کو مٹی کی پیالی میں دودھ
پلا رہی تھی۔

لوگ کہتے ہیں کہ سانپ کو اگر دودھ پلایا جائے تو وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوست بن جاتا ہے مگر یہ بالکل غلط بات ہے۔ سانپ کسی کا دوست نہیں ہوتا۔ ڈسنا اس کی فطرت ہے وہ موقع ملتے ہی ضرور حملہ کر دیتا ہے۔ اس لئے سانپ کا کبھی اعتبار نہیں کرنا چاہیئے۔ اس سے ہر ممکن بچنا چاہیئے اور اس کے قریب نہیں جانا چاہیئے۔ لیکن چونکہ عنبر ناگ ماریا کی کہانی بیان کی جا رہی ہے اس لئے کہانی سمجھ کر دلچسپی سے پڑھنا ہی کافی ہے اس سے نتیجہ نہیں نکالنا چاہیئے کہ کوئی سانپ بھلا بھی دوست ہو سکتا ہے۔ ایسا نہیں ہوتا۔ کہانی کہانی ہوتی ہے اور کہانی سمجھ کر ہی سننا اور پڑھنا چاہیئے۔ ہاں اگر کہانی کے ذریعے کوئی ایسا سبق مل جائے جو ہماری زندگی میں ہمارے کام آ سکے تو اس کو ضرور ذہن میں بٹھا لینا چاہیئے اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ مثلاً ہم نے کہانی میں اکثر بیان کیا ہے اور دکھایا ہے کہ جو انسان کسی دوسرے کے لئے گڑھا کھودتا ہے خود بھی ضرور کسی کنوئیں میں گرتا ہے۔ دوسری بات جو ناگ ماریا کی کہانی میں ہمیں ملتی ہے یہ ہے کہ خدا ایک ہے اور سجدہ صرف خدا کے آگے کرنا چاہیئے اور بڑوں کا ادب کرنا چاہیئے۔ تیسری بات ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ انسان کو اپنے خیالات کو ہمیشہ پاکیزہ رکھنا چاہیئے۔

ذہن میں اگر کوئی برا خیال آئے تو اسے فوراً نکال دینا چاہیئے اور ہمیشہ خدا کے حضور یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اے خدا ہمیں برے خیالات سے بچانا اور اپنی پناہ میں رکھنا۔ اب ہم واپس اپنی کہانی کی طرف آتے ہیں۔

ماریا نے سانپ کو دودھ پیتے دیکھا تو سانپ نے بھی ناگ دیوتا کی بہن کی موجودگی کو محسوس کر لیا تھا۔ کیونکہ اسے ماریا کے جسم کی لہروں سے ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی تھی۔ سانپ نے اپنا سر اٹھا کر اس طرف دیکھا جدھر ماریا کھڑی تھی عورت نے محسوس کر لیا تھا کہ سانپ سر اٹھا کر کسی کو دیکھنے کی کوشش کر رہا ہے۔

ماریا نے سانپ کی زبان میں سانپ سے کہا کہ وہ ناگ دیوتا کی بہن ماریا ہے۔ سانپ نے بھی اپنی زبان میں کہا کہ ناگ دیوتا کی بہن کو میرا سلام پہنچے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پرانے قبرستان کا خزانہ

عورت کے کان کھڑے ہو گئے

اصل میں یہ عورت ایک بہت تجربہ کار جوگن تھی
سندر کی مورتی یوجنا دیوی کی پجارن تھی۔ اس عورت
کا نام رکمنی تھا۔ اس کی عمر پچاس کے قریب تھی
تیس برس سے سانپوں کو دودھ پلا رہی تھی۔ اس کی
یہ تھی کہ وہ زمین کے اندر دفن کسی تاریخی خزانے
تلاش میں تھی۔ جس کو صرف سانپ ہی جانتے ہیں۔
رکمنی نے سخت محنت کے بعد سانپوں کی زبان سیکھ
تھی اور اب وہ ان کی زبان سمجھ لیتی تھی۔ مگر اس رکمنی
جوگن نے اس راز کو کسی سانپ پر ظاہر نہیں کیا تھا کہ وہ
ان کی زبان سمجھ لیتی ہے۔ وہ چاہتی تھی کہ سانپوں کو بے خبر
یہ رکھ کر وہ کسی طرح ان سے کسی خزانے کے بارے میں
معلومات حاصل کرے۔ کیونکہ سانپ اکثر آپس میں باتیں کر

تے تھے اور رکمنی جوگن ان باتوں کو ان جان بنی خود سے سنتی
رہتی تھی۔ ابھی تک کسی سانپ نے دوسرے سانپ کے ساتھ
خزانے کی بات نہیں کی تھی۔ اب جب اس نے دودھ
پلاتے ہوئے سانپ کو کسی عورت کو سلام کرتے سنا اور یہ
بھی سنا کہ جس عورت سے سانپ بات کر رہا ہے وہ ناگ
دیوتا کی بہن ہے تو رکمنی جوگن نے بڑی عیاری سے کسی
بہانے گردن گھما کر پیچھے دیکھا۔

اپنے پیچھے اسے کوئی عورت دکھائی نہ دی۔ رکمنی جوگن
دنگ سی ہو کر رہ گئی۔ اس کا مطلب تھا کہ ناگ دیوتا کی
بہن غائب ہے۔ وہ کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔ رکمنی جوگن
کوٹھڑی میں بچھی چٹائی پر لیٹ گئی اور یوں ظاہر کیا جیسے
وہ سو گئی ہے۔ اس نے ہلکے ہلکے خراٹے بھی لینے شروع کر
دیئے تھے۔ سانپ کو ماریا کو کبھی بھی یہ خیال نہیں آ سکتا تھا
کہ رکمنی جوگن ان کی باتوں کو سن بھی رہی ہے اور سمجھ بھی
رہی ہے۔

سانپ نے ماریا سے کہا

"میں ناگ دیوتا کی عظیم بہن کی کیا خدمت کر
سکتا ہوں۔"

ماریا بولی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مجھے بتاؤ کیا اس شہر میں کوئی دوسرا قلعہ بھی ہے؟

سانپ نے کہا

نہیں عظیم بہن! یہاں صرف ایک ہی قلعہ ہے جو واقعہ ہے۔ دوسرا کوئی قلعہ اس شہر میں نہیں ہے۔

ماریا بولی

اس سے آگے جالندھر یا لدھیانہ شہروں میں کوئی قلعہ موجود ہے کیا؟

سانپ نے کہا

قلعہ صرف آگے میرٹھ کے شہر میں ہے جہاں انگریزوں کی چھاؤنی بنی ہوئی ہے

ماریا سوچنے لگی۔ پھر بولی

اچھا۔ کیا تمہیں میرٹھ کے قلعے کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ کس جگہ پر ہے اور اس کے نیچے کتنے تہہ خانے ہیں؟

سانپ نے کہا

عظیم بہن! اس کی خبر ہمارے ایک بزرگ سانپ کو ہے جو اس وقت یہاں نہیں ہے وہ بڑے مندر کے تالاب میں نہانے گیا ہوا ہے۔ صبح کے وقت آئے گا۔ میں اسے آپ سے ملوا دوں گا۔

ماریا بولی

ٹھیک ہے۔ میں صبح اسی کوٹھڑی میں آ جاؤں گی۔ تم بزرگ سانپ کو یہاں بٹھا کے رکھنا۔ میں جا رہی ہوں۔

یہ کہہ کر ماریا چلی گئی۔ سانپ واپس اپنی پٹاری میں چلا گیا۔ رکمنی جوگن نے ماریا اور سانپ کی ساری گفتگو سن لی تھی۔ ماریا کے جانے کے بعد وہ جھوٹ موٹ کی انگڑائی لے کر اٹھی اور کوٹھڑی سے نکل کر سیدھی دیوی یوجنا کی کوٹھڑی میں آ گئی۔ اس نے مورتی کے آگے دیا جلا کر تھال میں اگربتی سلگائی۔ پھر دیوی کی مورتی کی پوجا کرنے کے بعد ہاتھ باندھ کر کہا

یوجنا دیوی! آج میں نے ناگ دیوتا کی بہن کو سانپ سے باتیں کرتے سنا ہے۔ وہ مجھے دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ وہ یہاں کسی قلعے کی تلاش میں آئی ہے

یوجنا دیوی کی مورتی کے ہونٹ بند رہے مگر اس کے منہ سے آواز آئی۔

رکمنی جوگن! تو خوش قسمت ہے کہ تیرے پاس ناگ دیوتا کی بہن ماریا آ گئی ہے۔ تو بیس برس سے کسی تعویذ کی تلاش رہی ہے۔ مگر تمہیں تعویذ نہ مل سکا۔ اس غیبی عورت ماریا کو قابو میں کر لے۔ دنیا کے سارے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خزانے تجھے مل جائیں گے۔

رکمنی جوگن نے دنیا کے خزانوں کا سنا تو لالچ کے مارے اس کی رال ٹپکنے لگی۔ فوراً سر جھکا کر بولی۔

دیوی! مجھ پر کرپا کرو۔ مجھے بتاؤ کہ میں ناگ دیوتا کی بہن ماریا کو کیسے قابو کر سکتی ہوں اور پھر دنیا کے خزانوں پر کیونکر قبضہ کر سکتی ہوں۔

پوجنا دیوی کی مورتی بولی۔

رکمنی جوگن! تو نے میری بڑی خدمت کی ہے۔ میں تمہیں ناگ دیوتا کی بہن ماریا کو قابو میں کرنے کا بتاتی ہوں۔ وہ صبح کو مندر میں دوبارہ آنے والی ہے۔ میں ایک منتر بتاتی ہوں۔ اس منتر کو تالاب کی سیڑھی پر بیٹھ کر ایک ہزار بار پڑھنا۔ اس کے بعد اس کوٹھڑی میں جانا ماریا ہمارے سانپ سے گفتگو کر رہی ہوگی۔ جس رخ کھڑی ہو اس طرف منہ کر کے صرف ایک بار منتر پڑھ کر پھونک مارنا۔ پھر ماریا چھوٹا سا پتلا بن کر زمین پر گر پڑے گی وہ تمہاری غلام بن چکی ہوگی۔ تم اسے اٹھا کر جیب میں ڈال کر اپنی کوٹھڑی میں آ کر اس سے خزانوں کے بارے میں پوچھنا وہ تمہیں اس ملک کی زمین میں دبے ہوئے سارے خزانوں کا بھید بتا دے گی۔ مگر ایک بات یاد رکھنا۔ ماریا کے

کبھی پانی مت ڈالنا۔ پانی پڑنے سے ماریا تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ اب میں تمہیں خفیہ منتر بتاتی ہوں

رکمنی جوگن کے کان میں دیوی پوجنا کی سرگوشی سنائی دی۔ دیوی نے اسے خفیہ منتر بتا دیا پھر کہا

اب جلدی سے جا کر تالاب کے کنارے بیٹھ کر اس کا جاپ شروع کر دو۔ صبح ہونے ہی والی ہے اور ماریا صبح ہوتے ہی آ جائے گی۔ تمہیں ماریا کے یہاں سے جانے سے پہلے پہلے ایک ہزار بار منتر کو پڑھ لینا ہوگا۔

رکمنی جوگن نے دیوی کو پرنام کیا اور خوشی خوشی تالاب کی طرف دوڑی۔ تالاب کے کنارے سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں رکمنی جوگن ایک سیڑھی پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی اور دیوی کے خفیہ منتر کو پڑھنا شروع کر دیا

ابھی سات سو بار ہی منتر کو پڑھا تھا کہ صبح ہو گئی اور ماریا مندر میں آ کر سیدھی سانپ کی کوٹھڑی میں گئی۔ سانپ کے پاس بزرگ سانپ بھی ماریا کے درشنوں کو آیا ہوا تھا بزرگ سانپ نے ماریا کی خوشبو پا کر جھک کر سلام کیا اور کہا

عظیم بہن ماریا! میرٹھ شہر کا قلعہ شہر کی چھاؤنی میں واقع ہے۔ میں اس کا کونہ کونہ دیکھ آیا ہوں مجھے حکم کرو کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں ؟
ماریا کہنے لگی۔

بزرگ سانپ ! تم نے میرٹھ قلعے کے کسی تہہ خا
میں کسی نوجوان لڑکے کو قید کی حالت میں دیکھا ہے؟
بزرگ سانپ بولا۔

ہاں عظیم بہن ماریا! قلعے کے نیچے تہہ خانے میں
دبلا پتلا لڑکا بھارتی فوج کے ظلم وستم برداشت کر ر
کہا جاتا ہے کہ وہ پاکستان کا جاسوس ہے اور بھارتی
اس سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔

ماریا نے کہا

بس ٹھیک ہے۔ میں اسی لڑکے کو آزاد کرانے آئی
کیونکہ وہ لڑکا بے گناہ ہے اور اسے جھوٹے الزام میں
گیا ہے۔

بزرگ سانپ بولا

آپ ہمیں حکم کریں ہم اس لڑکے کو وہاں سے نکا
گے۔ پدم ناگ بھی آپ کا خادم ہے جو ہوا میں اڑ
ہے اور گھوڑے کو بھی اٹھا کر فضا میں اڑا کر
لے جاتا ہے۔

ماریا نے کہا

پدم ناگ کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں۔ میں خود ہی یہ
کر لوں گی

ماریا سانپ سے باتیں کر رہی تھی کہ رکمنی جوگن کوٹھڑی میں
ل ہوئی اسے آتا دیکھ کر دونوں سانپ اپنی پٹاریوں
چلے گئے۔ رکمنی جوگن نے ایک ہزار بار منتر پڑھ لیا تھا۔ اس
سانپ کی آواز سن لی تھی کہ وہ ماریا سے باتیں کر رہا ہے
کوٹھڑی میں آتے ہی رکمنی جوگن نے منتر کو ایک بار دہرایا اور
طرف زور سے پھونک ماری۔ بدقسمتی سے ماریا اسی طرف
ی تھی۔ منتر والی پھونک ماریا کے جسم کی غیبی لہروں پر
ی تو ماریا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم سن ہو کر سکڑنا
شروع ہو گیا ہے

پھر جہاں ماریا کھڑی تھی وہاں ایک چھوٹا سا پتلا فرش
پر گر پڑا۔ یہ پتلا ماریا کا پتلا تھا۔ ماریا کی شکل تھی۔ وہی
ل تھے۔ وہی ناک اور آنکھیں تھیں مگر وہ بہت چھوٹی سی
یا بن گئی تھی۔ رکمنی جوگن نے ماریا کے پتلے کو دیکھا تو خوشی
سے جھوم اٹھی اور فوراً اسے اٹھا کر غور سے دیکھا۔ ماریا کا
پتلا لکڑی کا تھا۔ اس کا سارا جسم سن تھا مگر آنکھیں کھلی تھیں اور
پتلا پلکیں جھپک رہا تھا۔ پٹاری میں سے اپنی گردنیں نکال
کر دونوں سانپ یہ خوفناک منظر دیکھ رہے تھے۔ ناگ دیوتا کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بہن ماریا کو انہوں نے پتلا بنتے دیکھ لیا تھا۔ رکمنی جوگن نے ماریا کے پتلے کو ساڑھی میں چھپایا اور بھاگ بھاگی یوجنا دیوی مورتی کے پاس آگئی۔

ماریا کے پتلے کو یوجنا دیوی کے سامنے رکھ کر رکمنی جوگن ہاتھ جوڑ کر بولی۔

دیوی! تمہارے منتر نے ماریا کو پتلا بنا دیا ہے۔ تمہارا شکریہ ادا کرنے آئی ہوں۔

یوجنا دیوی کی آواز آئی۔

اب اپنی کوٹھڑی میں جا کر اس سے زمین کے اندر دفن خزانوں کا حال پوچھو اور ان کی تلاش میں نکلو۔ خزانے نکالنا اب تمہارا اپنا کام ہے۔ تم دنیا کی سب سے امیر عورت بن جاؤ گی۔

رکمنی جوگن نے دیوی کو پرنام کیا اور اپنی کوٹھڑی میں آگئی اس نے ماریا کے پتلے کو تخت پر اپنے سامنے رکھا اور کہا

ماریا کے پتلے! مجھے بتا زمین کے اندر خزانے کہاں کہاں دفن ہیں؟

ماریا میں پتلا بننے کے بعد ایک عجیب تبدیلی آگئی تھی۔ وہ زمین کے اندر دور دور چھپے ہوئے خزانے صاف صاف دیکھ رہی تھی۔ اسے یہ بھی علم ہو گیا تھا کہ اس کی

اپنی طاقت ختم ہو گئی ہے اور اب وہ اس عورت رکمنی جوگن کی غلام بن چکی ہے۔ ماریا کی یادداشت نہیں کھوئی تھی۔ اسے عنبر ناگ کیٹی سب یاد تھے مگر بہت ہی زور دینے پر یاد آ رہے تھے۔ رکمنی کی آواز پر ماریا نے کہا

میری مالکن جوگن! میں زمین کے اندر کتنے ہی خزانے دیکھ رہی ہوں۔

رکمنی نے پوچھا

سب سے نزدیک خزانہ کس جگہ پر ہے؟

ماریا کے پتلے نے زمین پر نگاہ ڈالی اور کہا

میری مالکن! سب سے نزدیک خزانہ یہاں سے دو میل دور شہر دلی کے باہر دریائے جمنا کے کنارے ایک ویران قبرستان کے نیچے ہے۔ میں اس خزانے کو صاف صاف دیکھ رہی ہوں۔ یہ لکڑی کا صندوق ہے۔ جس میں قیمتی جواہرات اور موتی بھرے ہوئے ہیں۔

رکمنی جوگن کی تو خوشی سے باچھیں کھل گئیں۔ اس نے ماریا کے پتلے کو اٹھا کر الماری میں بند کر کے تالا لگا کر چابی گلے میں ڈالی اور دلی چلنے کی تیاری شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ نئی ساڑھی پہن، چھوٹی سی گٹھڑی بغل میں دبائے ایک تانگے میں بیٹھی امرتسر ریلوے اسٹیشن کی طرف چل جا رہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی اس کے جانے کے بعد سیاہ سانپ نے بزرگ سانپ
سے کہا

بابا! عظیم ناگ دیوتا کی بہن پر جادو کر کے رکنی چڑیل
اسے پتلا بنا کر اپنے پاس قید کر لیا ہے۔ خدا جانے وہ
ساتھ لے کر کہاں چلی گئی ہے ہم اس کی کیسے مدد کر
سکتے ہیں بابا؟

بزرگ سانپ بولا

ناگ دیوتا اپنی بہن کی خود ہی حفاظت کریں گے۔ اس
وقت ہم ماہ پا بہن کی صرف اس طرح خدمت کر سکتے
کہ وہ جس کام کو ادھورا چھوڑ گئی ہے اسے ہم پورا کریں۔

سیاہ سانپ بولا

یعنی میرٹھ کے قلعے میں جو پاکستانی لڑکا جاسوسی کے الزام
میں قید ہے اسے وہاں سے نکال کر پاکستان پہنچا دیں؟

ہاں، بزرگ سانپ نے کہا، ہمیں یہی کرنا چاہیے۔ ماہ پا
بہن جس مقصد کو لے کر یہاں آئی تھی وہ پورا ہو۔

سیاہ سانپ نے کہا

بابا! اس کے لئے تو مجھے خود پدم ناگ کے پاس جانا
ہوگا۔ وہی لڑکے کو قلعے سے نکال کر پاکستان پہنچا
سکتا ہے۔

بزرگ سانپ بولا

تمہیں جانے کی ضرورت نہیں۔ میں خود پدم ناگ کو
لے کر میرٹھ کے قلعے میں جاؤں گا کیونکہ مجھے معلوم ہے
لڑکا کس قید خانے میں ہے۔

سیاہ سانپ نے کہا

تو پھر بابا! تمہیں اسی وقت پدم ناگ سے جا کر ملاقات
کرنی چاہیے۔

میں جا رہا ہوں

بزرگ سانپ اتنا کہہ کر کوٹھڑی سے نکل کر ایک بل میں
گھس کر زمین کے اندر چلا گیا۔ زمین کے اندر ہی اندر وہ کافی
دور نکل گیا۔ ایک جگہ پتھروں اور مٹی کے درمیان پدم ناگ
جس کا رنگ سنہری تھا اور جس کے جسم پہ چار پر تھے
بیٹھا ہوا تھا۔ بزرگ سانپ نے اسے جاتے ہی سلام
کیا اور ساری کہانی بیان کر دی۔

پدم ناگ اٹھ کر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا اور بولا۔

میں عظیم ناگ دیوتا کی بہن کے لئے یہ کام ضرور کروں گا
کاش! ہم ناگ دیوتا کی بہن کو رکنی چڑیل کے جادوئی منحوس
اثر سے بچا سکتے۔ مگر ہم ایسا نہیں کر سکتے ہم مجبور ہیں
کیونکہ ہم انسان نہیں بلکہ سانپ ہیں اور دیوی دیوتا کے جادوگر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سٹر کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ چلو۔ میں تمہارے ساتھ
چلتا ہوں۔

سانپ ریل گاڑیوں میں سفر نہیں کیا کرتے۔ وہ زمین کے
اندر سفر کرتے ہیں یا راستے میں اگر کوئی ویران سنسان جگہ ہو
تو میدان میں آکر سفر کرتے ہیں۔ پدم ناگ چونکہ ہوا کی
ہی کی شکل میں اڑ سکتا تھا اس لئے اس نے بزرگ سانپ کو
اپنے اوپر بٹھایا اور ہوا میں پرواز کر گیا

اس کی رفتار ہوا کی رفتار سے بھی زیادہ تیز تھی وہ فضا میں
اتنا اونچا اڑ رہے تھے کہ زمین پر کسی انسان کو دکھائی نہ
دے سکتے تھے۔ یہ بھی ہواؤں میں، بادلوں میں اڑتے
دونوں سانپ میرٹھ پہنچ گئے۔ وہ ایک باغ میں چھپ گئے
جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو باغ سے نکل کر چھاؤنی کے
قلعے کی طرف گئے۔

بزرگ سانپ سارے راستوں سے واقف تھا وہ
ناگ کو قلعے کے پیچھے لے گیا۔ یہاں ایک گٹر کا نالہ
ہوا تھا جس میں سے قلعے کا پانی باہر جاتا تھا۔ اس گٹر
ایک جانب پیچھے کا راستہ بھی تھا۔ اس جگہ کھڑے
جمعدار گٹر کو صاف کرتے تھے۔ بزرگ سانپ پدم ناگ
کو ساتھ لئے قلعے کے پیچھے تہہ خانے کی دیوار کے

سانپ نے۔ اس نے کہا

"پاکستانی لڑکا اسی دیوار کے پیچھے والے تہہ خانے میں ہے"

پدم ناگ نے پوچھا کہ تہہ خانے کے باہر کتنا پہرہ ہے
اس کے جواب میں بزرگ سانپ بولا۔

"صرف دو فوجی پہرہ دیتے ہیں"

پدم ناگ نے کہا

"تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں پاکستانی لڑکے کو نکالنے جاتا ہوں۔"

بزرگ سانپ بولا

"پدم ناگ! تم اسے کیسے لاؤ گے؟ وہ تو تمہیں دیکھ کر
بے ہوش ہو جائے گا۔"

پدم ناگ نے کہا

"میں تو یہ بھی چاہتا ہوں۔"

پدم ناگ گٹر نالے کے ٹوٹے ہوئے [illegible] کی [illegible] چڑھ کر قلعے
کے سامنے والی راہداری میں آ گیا۔ یہاں اندھیرا تھا۔ راہداری
کے کونے پر ایک بلب جل رہا تھا۔ پدم ناگ کا جسم سانپ
نہیں تھا۔ اس کے جسم پر چھوٹے چھوٹے پر تھے۔ اس کے
بڑے پھن کے ساتھ اس نے [illegible] جانب [illegible] نکل کر
[illegible] وہ [illegible] کر [illegible] ہو چکا تھا

پدم ناگ رینگتا ہوا راہداری میں تہہ خانے کے دروازے کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سامنے آگئے جہاں وہ سکھ فوجی کوٹھڑی کے سٹولوں پر بیٹھے گپیں [illegible] رہے تھے۔ پدم ناگ نے کہیں چھپنے کی کوشش نہ کی۔ وہ [illegible] بالکل سامنے آگیا۔ اپنا پھن اٹھا کر پھنکار ماری۔ اس کے [illegible] سے نکل کر جھلسا دینے والی گرم پھنکار فوجیوں پر پڑی [illegible] دونوں جھلس کر تڑپنے لگے۔ پدم ناگ نے دوسری دفعہ پھنکار پھینکی اور دونوں فوجی پکوڑے بن کر رہ گئے۔

پدم ناگ نے ایک پھنکار تہہ خانے کے دروازے پر پھینکی۔ دروازے کا تالا پگھل کر بہہ گیا۔ پدم ناگ نے [illegible] سے اپنا سر دروازے پر مارا۔ دروازہ دھڑاک سے کھل [illegible] اندر ایک پاکستانی لڑکا سہما ہوا بیٹھا تھا۔ اس نے بہت [illegible] سانپ کو اندر آتے دیکھا تو بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ پدم [illegible] یہی چاہتا تھا۔ اس نے لڑکے کے گرد اپنے آپ کو لپیٹا [illegible] اسے اٹھا کر باہر نکال لیا۔ پھر اسے اٹھائے اٹھائے [illegible] کر بزرگ سانپ کے پاس آگیا۔

بزرگ سانپ نے لڑکے کو دیکھا تو بولا

پدم ناگ! اب ہمیں جلدی یہاں سے نکل [illegible] چاہیئے۔ آجاؤ۔

دونوں سانپ پاکستانی لڑکے کو لئے گٹر کے نالے سے نکل کر قلعے کے پچھواڑے والے اندھیرے میدان میں آ[illegible]

پدم ناگ نے بزرگ سانپ سے کہا کہ وہ بھی اس کے اوپر بیٹھ جائے۔ جب بزرگ سانپ بھی بے ہوش لڑکے کے ساتھ پدم ناگ کے اوپر بیٹھ گیا تو پدم ناگ نے اپنے پروں کو گردش دی اور ہوا میں اوپر ہی اوپر اٹھتا چلا گیا پھر زمین سے کافی بلندی پر آکر اس نے امرتسر کی طرف پرواز شروع کر دی۔

تیز آندھی کی طرح ہوا میں اڑتے ہوئے پدم ناگ آدھی رات کے وقت امرتسر پہنچ گیا۔ پھر اس نے واہگہ کی سرحد پار کر لی اور پاکستان میں داخل ہو گیا۔ بزرگ سانپ نے نیچے لاہور کی بادشاہی مسجد کے اونچے مینار دیکھے تو کہا

پدم ناگ! ہم پاکستان میں آگئے ہیں۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ اس لڑکے کا گھر کہاں ہے مگر یہ پاکستانی ہے اور اب پاکستان میں ہے بہتر یہی ہے کہ ہم اسے بادشاہی مسجد کے سامنے والے باغ میں لیٹا کر یہاں سے چلے جاتے ہیں۔

پدم ناگ نے ایسا ہی کیا۔ وہ اندھیرے میں نیچے آیا۔ بادشاہی مسجد کے سامنے والے باغ میں خاموشی تھی اس نے بے ہوش پاکستانی لڑکے کو وہاں گھاس پر لٹا دیا اور خود ذرا پرے ہٹ کر ایک طرف دیکھنے لگے۔ کیونکہ ادھر سے دو آدمی چلے آرہے تھے۔ ان آدمیوں نے ایک لڑکے کو بیہوش پڑے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیکھا تو اسے ہلایا جلایا۔ لڑکے کو ہوش آ گیا۔ اس نے ہوش میں آتے ہی بادشاہی مسجد کے مینار دیکھے تو بولا۔

یہ لاہور ہے کیا؟

وہ آدمی بولا۔

ہاں بھائی۔ تم پاکستان کے شہر لاہور میں ہو مگر تم بے ہوش کیسے ہو گئے؟

لڑکے نے بادشاہی مسجد کی طرف منہ کیا اور سجدے میں گر گیا۔

پرم ناگ نے بزرگ سانپ سے کہا۔ اب ہمیں واپس چلے جانا چاہیئے۔ اور دونوں سانپ فضا میں بلند ہو کر واپس امرتسر کی طرف روانہ ہو گئے۔

○

اب ہم واپس ماریا کی طرف جاتے ہیں۔

ماریا کو پتلے کی شکل میں اپنی گٹھڑی میں باندھے رکھی جوگن رتی ایکسپریس ٹرین کے تھرڈ کلاس کے زنانہ ڈبے میں بیٹھی تھی اور گاڑی رتی شہر کی طرف بھاگی جا رہی تھی۔ ماریا گٹھڑی میں بند پڑی تھی اور سوچ رہی تھی کہ خدا جانے اب اس کا انجام کیا ہوگا اور اس کی عنبر ناگ

کینٹ سے کب اور کن حالات میں ملاقات ہوگی۔

رات ہو رہی تھی کہ گاڑی دہلی کے ریلوے سٹیشن میں داخل ہوئی۔ پیارے ساتھیو! آپ میں سے بہت کم دوستوں نے دلی شہر دیکھا ہو۔ دہلی شہر بھارت کا دارالحکومت ہے اور وہاں سات سو برس تک مسلمانوں نے حکومت کی ہے۔ دہلی میں مسلمان بادشاہوں کے کتنے ہی شاندار محل اور قلعے آج بھی موجود ہیں۔

رکھی جوگن ریلوے سٹیشن سے نکل کر سیدھی دریائے جمنا کی طرف چل پڑی۔ اگرچہ رات کا اندھیرا چھا رہا تھا مگر رکھی جوگن کو خزانے کے پاس پہنچنے کا اس قدر لالچ اور شوق تھا کہ وہ ایک پل کے لئے بھی نہیں ٹھہر سکتی تھی۔ وہ دریا کے پاس پہنچی تو اس نے پل کے ذریعے دریا پار کیا اور دوسری طرف آ گئی۔ رکھی پہلے بھی کئی بار دہلی شہر آ چکی تھی۔ اس نے ایک گاڑی بان سے پوچھا کہ دریا پار والا پرانا قبرستان کہاں ہے۔ گاڑی بان نے ایک طرف اشارہ کیا اور بولا۔

وہ جو کیکر کے درختوں کا سیاہ جھنڈ نظر آ رہا ہے۔ بس وہیں پر ہے پرانا قبرستان۔

رکھی تیز تیز چلتی پرانے قبرستان میں آ گئی۔

اس قبرستان میں قبریں ڈھے چکی تھیں اور ان میں گھاس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آگ رہی تھی۔ یہ قبرستان اس قدر ڈراونا تھا کہ رکمنی جوگن بھی تھوڑی دیر کے لیے ٹھٹک کر کھڑی ہو گئی۔ اسے بھی کچھ خوف محسوس ہونے لگا تھا۔ پھر خزانے کا خیال آیا تو جلدی سے گٹھڑی زمین پر رکھی اور اس میں سے ماریا کا پتلا نکال کر اسے حکم دیا۔

ماریا کے پتلے! جلدی دیکھ کر بتاؤ کہ خزانہ یہاں زمین میں کس جگہ دبا ہوا ہے

ماریا کا پتلا تو رکمنی کے حکم کا غلام تھا اس نے کہا

میری مالکن! ابھی بتاتی ہوں

ماریا نے قبرستان کی قبروں پر نگاہ دوڑائی تو یہ دیکھ کر حیران ہو گئی کہ ایک پرانی قبر کے نیچے صندوق میں خزانہ چھپا ہوا تھا۔ کئی جواہرات کے ہار صندوق سے باہر گرے پڑے تھے۔ ماریا نے اس قبر کی طرف اشارہ کیا اور بولی

میری مالکن! خزانہ اس قبر کے نیچے دبا پڑا ہے

رکمنی جوگن اپنے ساتھ ایک پھاوڑا بھی لائی تھی۔ قبر کی مٹی پہلے ہی بے حد بھربھری ہو رہی تھی اس نے قبر کو کھودنا شروع کر دیا۔ بہت جلد قبر میں ایک گہرا سوراخ پڑ گیا۔ رکمنی کا پھاوڑا خزانے کے صندوق سے ٹکرایا تو اس کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ اس نے ق

ہٹا کر صندوق کو دیکھا اور پھر ڈھکنا کھول کر دیکھا تو خوشی سے اس کی چیخ نکل گئی۔ کیونکہ صندوق میں انمول اور قیمتی ہیرے جواہرات جگمگا رہے تھے۔

○

شہباز لائبریری اینڈ بک سٹال

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا کا پتلا

رکمنی جوگن مارے خوشی کے ناچ اٹھی

اب اسے خیال آیا کہ کہیں کسی نے اسے خزانے کی قبر میں داخل ہوتے دیکھ تو نہیں لیا۔ اس نے ماریا کے پتلے کو وہیں خزانے کے پاس رکھا اور کہا

میں باہر دیکھ کر ابھی آتی ہوں

رکمنی جوگن قبر کے گڑھے میں سے باہر نکل گئی۔

اس کے جاتے ہی ماریا نے دیکھا کہ خزانے کے صندوق میں سے ایک سانپ نکلا اور پھن اٹھا کر ماریا کی طرف آیا۔ اسے ماریا کے پتلے میں سے ناگ دیوتا کی بُو آ رہی تھی اس نے اپنا پھن ماریا کے پتلے کے آگے جھکا دیا اور بولا۔

مجھے تم سے ناگ دیوتا کی خوشبو آتی ہے۔ میں تجھے سلام کرتا ہوں۔

ماریا نے جلدی سے کہا

سنو! رکمنی جوگن نے اپنے علمی منتر سے مجھے پتلا بنا کر اپنے قبضے میں کر رکھا ہے۔ وہ بڑے منتر جانتی ہے۔ کیا تم مجھے اس کے پنجے سے چھڑا سکتے ہو! میں ناگ دیوتا کی بہن ماریا ہوں۔

سانپ نے کہا

عظیم ناگ دیوتا کی بہن! میں کوشش کروں گا۔

اتنے میں رکمنی جوگن قبر میں داخل ہوئی۔ وہ بہت خوش تھی۔ اس نے خزانے پر سانپ کو بیٹھے دیکھا تو ایک منتر پڑھ کر پھونکا اور سانپ کی زبان میں بولی۔

میں رکمنی جوگن ہوں۔ میں یہ خزانہ یہاں سے نکالنے آئی ہوں۔ تم مجھے روک نہیں سکتے۔

سانپ اب سب کچھ سمجھ گیا تھا۔ اس نے بڑے ادب سے کہا

جوگن دیوی! میں آپ کا غلام ہوں اور یہ خزانہ آپ کی امانت ہے۔ شوق سے لے جاؤ۔

رکمنی جوگن خوش ہو کر بولی۔

شاباش! مجھے تم سے یہی امید تھی۔

رکمنی نے اپنے تھیلے میں خزانہ بھرنا شروع کر دیا۔ تھیلا چھوٹا تھا۔ خزانہ بہت زیادہ تھا۔ جب تھیلا بھر گیا تو رکمنی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے خزانے کے سانپ سے کہا
بہت اس عجیبہ کی حفاظت کرنا۔ پھر وہ ایک آدمی کے پاس جا کر بولی۔ بہت جلد اگر خزانہ لے جاؤں گی۔ رکمنی نے مارا کے پٹکے کو گٹھڑی میں باندھا۔ قبر سے باہر نکلی۔ گڑھے کو مٹی سے بند کر کے اوپر گھاس اور جھاڑ وغیرہ ڈال دیں اور قبرستان سے نکل کر دریا کی طرف چل دی۔ دریا کے پار ایک محلے میں رکمنی جوگن کی سہیلی تارا رہتی تھی۔ تارا بھی جوگن تھی۔ رکمنی نے محسوس کیا وہ اکیلی اتنا بڑا خزانہ یہاں سے ساتھ لے کر واپس اپنی کوٹھڑی میں نہیں لے جا سکتی۔ اسے اپنی سہیلی تارا کو اپنے ساتھ شامل کر لینا چاہئے۔ تارا بہت ہوشیار تھی اور والوں سے بھی واقف تھی۔ رکمنی نے یہی سوچا کہ اس کے تو ابھی کئی خزانے زمین کے اندر دبے پڑے ہیں۔ اگر ایک خزانے میں سے آدھی دولت تارا کو بھی دے دی تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

چنانچہ وہ دریا پار کر کے شہر میں تارا کے محلے کی طرف چلنے لگی

رات کا وقت تھا۔ تارا کا محلہ سنسان تھا۔ وہ اپنے مکان میں سو رہی تھی کہ رکمنی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ تارا آنکھیں

باہر آ کر رکمنی کو دیکھ کر حیران ہوئی۔ رکمنی جوگن نے اسے ساری بات بتائی اور کہا کہ اس نے قبرستان سے ایک خزانے کا سراغ نکالا ہے۔ خزانہ قبرستان میں چھپا ہے۔ اسے وہاں سے نکالنے کا بندوبست کرو۔ ہم آدھا آدھا بانٹ لیں گی۔

تارا بہت خوش ہوئی۔ اس کا ایک ٹیکسی ڈرائیور واقف تھا۔ جو اسی محلے میں رہتا تھا۔ وہ ایک بوڑھا ٹیکسی ڈرائیور تھا
تارا نے فوراً اسے جا کر جگایا اور کہا

تارا! میں ایک ضروری کام سے آئی ہوں۔ قبرستان تک سے اس نے ایک پرانے مردے کی ہڈیوں کا ڈھانچہ لانا ہے۔ میری طرح وہ بھی جوگن ہے اور اس کو عملیات کے منتر کے لئے اس مردے کے ڈھانچے کی ضرورت ہے وہ سو روپے دے گی۔

ٹیکسی ڈرائیور تیار ہو گیا اور ٹیکسی نکال کر لے آیا۔ رکمنی جوگن اور تارا اس میں سوار ہو کر پرانے قبرستان کی طرف روانہ ہو گئیں۔ راتوں رات وہ قبرستان میں پہنچ گئیں۔ ٹیکسی کو انہوں نے قبرستان سے باہر ہی کھڑا کر دیا۔ تارا اور رکمنی دونوں قبر پر آئیں۔ قبر کھولی۔ تارا جوگن نے خزانہ دیکھا تو مارے حیرت کے خاموش ہو کر رہ گئی۔ رکمنی نے کہا

تارا! اس میں سے آدھا خزانہ تمہارا ہے۔ ...

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اٹھا کر لے چلتے رہیں۔

تارا کے گھر سے بھی رکمنی جوگن ایک پلاسٹک کا بڑا تھیلا لے کر چلی تھی۔ انہوں نے دونوں تھیلوں میں خزانہ بھر کر منتقل کر دیا۔ خزانے کا سانپ ایک طرف کنڈلی مارے خاموش بیٹھا تھا۔ ماریا کا پتلا گٹھڑی میں بند پڑا تھا۔ خزانے کے دونوں تھیلے اٹھا کر رکمنی اور تارا نے انہیں ٹیکسی میں لا کر رکھ دیا۔

خزانے کے سانپ نے ناگ دیوتا کی بہن کو اس ظالم جوگن کے پنجے سے چھڑانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ چنانچہ وہ بھی تہہ سے نکل کر رکمنی جوگن اور تارا کے پیچھے پیچھے چل پڑا تھا۔ تارا اور رکمنی ٹیکسی میں سوار ہو گئیں تو سانپ بھی خاموشی سے ٹیکسی کے پیچھے چڑھ کر ڈگی سے چمٹ گیا ٹیکسی شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔

اپنے مکان کے سامنے آ کر تارا نے رکمنی کی مدد سے خزانے کے دونوں تھیلوں کو مکان کے اندر رکھا اور بوڑھے ڈرائیور کو تارا نے ایک سو روپے انعام دیا۔ بوڑھا ٹیکسی ڈرائیور بہت خوش ہوا اور ٹیکسی لے کر اپنے مکان کی طرف چلا گیا۔

خزانے کا سانپ ابھی ابھی ٹیکسی سے اتر کر رینگتا ہوا تارا کے مکان کی ڈیوڑھی میں ایک جگہ چھپ گیا تھا۔ باقی ساری رات رکمنی جوگن اور تارا جوگن خزانے کو آدھا آدھا کرتے گزر گئی۔ تارا نے اپنے حصے کا خزانہ کوٹھڑی میں ایک جگہ لکڑیوں کے ڈھیر کے پیچھے چھپا کر رکھ دیا اور پھر دونوں جوگن سہیلیاں مکان کا دروازہ اندر سے بند کر کے سو گئیں۔

خزانے کا سانپ ڈیوڑھی میں سے رینگتا ہوا اس کمرے کے دروازے کے باہر آ کر رک گیا۔ جس کے اندر سے اسے ناگ دیوتا کی بہن کی بو آ رہی تھی۔ سانپ دروازے کے نیچے سے ہو کر کوٹھڑی کے اندر چلا گیا۔ یہاں ایک تخت کے نیچے وہ گٹھڑی رکھی تھی جس میں ماریا پتلے کی شکل میں بندھی پڑی تھی۔ وہاں رکمنی اور اس کی سہیلی تارا موجود نہیں تھی وہ دوسری کوٹھڑی میں خزانے کے پاس سو رہی تھیں۔

سانپ نے گٹھڑی کو کھول دیا۔ ماریا کا پتلا اس کے سامنے تھا۔ سانپ نے ماریا سے کہا

ناگ دیوتا کی عظیم بہن ماریا! میں تمہاری مدد کرنے کے لیے یہاں آیا ہوں۔ وہ دونوں عورتیں کہاں ہیں؟

ماریا نے سانپ کی زبان میں آہستہ سے کہا

وہ دوسری کوٹھڑی میں سو رہی ہیں مگر تم مجھے رکمنی جوگن کے منتر کی قید سے کیسے چھڑاؤ گے؟ کیا تم اس خطرناک منتر کا توڑ جانتے ہو؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خزانے کا سانپ بولا۔

"مگر دیوتا کا غصہ ہیں۔ شہر کا ... بعد میں کوئی نہیں آسکے گا۔ اس وقت سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ تمہیں یہاں سے نکال لیا جائے۔"

ماریا نے پوچھا۔

"لیکن تم مجھے یہاں سے کیسے نکالو گے؟"

خزانے کا سانپ بولا۔

"میں تمہیں لے چلوں گا۔ تم فکر مت کرو۔"

اس کے ساتھ ہی سانپ نے ماریا کے چھوٹے سے جسم کو اپنی دم میں لپیٹا۔ اسے زمین پر سے تھوڑا سا اوپر اٹھایا اور رینگتا ہوا کوٹھڑی سے باہر نکل گیا۔ ابھی دن نہیں نکلا تھا اور رات کا اندھیرا چاروں طرف پھیلا ہوا تھا۔ سانپ ماریا کو اپنی دم سے لپیٹ کر اٹھائے گلی سے نکلا اور بازار میں آگیا۔ وہ بڑی تیزی سے بھاگ رہا تھا۔

بازار سنسان تھا۔ اگر دن کا وقت ہوتا تو سانپ کا یہاں سے نکل جانا ناممکن تھا۔ سانپ پرانے قبرستان کی طرف جانے کی بجائے دلی کے پرانے قلعے کی طرف چل پڑا۔ یہ پرانا قلعہ کورو پانڈو کے زمانے کا بنا ہوا تھا اور بالکل بے آباد اور ویران تھا۔ لوگوں میں مشہور تھا کہ اس قلعے میں بھوت پریت رہتے ہیں۔ اس لیے ڈر کے مارے کوئی ادھر کا رخ نہیں کرتا تھا۔

اس کورو پانڈو کے قلعے میں خزانے کے سانپ کی ایک بہن ناگن رہتی تھی۔ خزانے کا سانپ ماریا کو اپنی ناگن بہن کے پاس لے جا کر اس کی مدد کرنے کے لیے بھی مشورہ کرنا چاہتا تھا۔ سانپ نے ماریا کے بچے کو ایسا لپیٹا ہوا کہ وہ اسے اپنی ناگن بہن کے پاس لے جا رہا ہے۔ رات ہونے کی وجہ سے راستے خالی اور سنسان پڑے تھے۔ سانپ نے ماریا کے چھوٹے سے جسم کو اپنی دم سے لپیٹ کر اوپر اٹھا رکھا تھا اور بہت تیزی سے رینگتا چلا جا رہا تھا۔ وہ صبح کی روشنی پھیلنے سے پہلے پہلے شہر سے نکل جانا چاہتا تھا۔

سانپ کی رفتار بہت تیز ہوتی ہے اور اگر اسے راستہ صاف مل جائے تو وہ ساٹھ کلومیٹر فی گھنٹے کی رفتار سے دوڑ سکتا ہے۔ خزانے کا سانپ اسی رفتار سے دوڑتا چلا جا رہا تھا۔ سڑکیں خالی پڑی تھیں۔ سانپ کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔ چنانچہ وہ کچھ دیر بعد دلی شہر سے دور کورو پانڈو کے پرانے قلعے میں پہنچ گیا۔ یہ قلعہ بہت خستہ حالت میں تھا۔ دروازہ غائب تھا۔ اندر جگہ جگہ سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے۔ قلعے کی پرانی کوٹھڑیاں ڈھے چکی تھیں
ایک کوٹھڑی کے پیچھے چھوٹی سی سرنگ تھی جہاں اندھیرا چھا
سانپ ماریا کے پتلے کو لے کر اس سرنگ میں آ گیا
یہاں سانپ کی ناگن بہن رہتی تھی۔ اپنے بھائی سانپ
کی بو پا کر ناگن سرنگ میں آ گئی۔ سانپ نے ماریا کا پتلا
اپنی ناگن بہن کے سامنے رکھ دیا اور ساری کہانی بیان کر
سنا دی۔ ناگن کو بھی ماریا کے جسم سے ناگ دیوتا کی بو آ رہی
تھی اس نے کہا

رکمنی جوگن کے پاس سانپوں کے طلسم کے طاقتور منتر
ہیں وہ سانپوں کی زبان بھی سمجھ لیتی ہے مگر ماریا ناگ دیوتا کی
بہن ہے۔ ماریا کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے۔

سانپ نے کہا

اسی لئے میں ماریا بہن کو لے کر تمہارے پاس آیا ہوں کہ
ہم ماریا کی کس طرح مدد کر سکتے ہیں کہ یہ اپنی اصلی صورت
میں واپس آ جائے۔ کیونکہ ماریا بہن نے مجھے بتایا ہے کہ
وہ غیبی عورت ہے اور اصلی حالت میں آ کر غائب
ہو جائے گی۔

ناگن کہنے لگی۔

اس پر رکمنی جوگن نے منتر پھونکا ہے۔ ہمیں اس کے

اس منتر کا توڑ معلوم کرنا ہو گا۔ کیونکہ اس منتر کا توڑ بھی
رکمنی کے پاس ہی ہو گا۔

سانپ نے کہا

رکمنی سے منتر کا توڑ کیسے معلوم کریں گے۔ وہ تو ہمیں
کبھی نہیں بتائے گی۔

ناگن نے کہا

اس کے لئے مجھے کوشش کرنی ہو گی۔ تم لوگ فکر نہ کرو۔
یہاں اس قلعے کی سب سے نچلی سرنگ میں ہزاروں سال
پرانا ایک سانپ کا بت دیوار میں بنا ہوا ہے۔ ہمیں
پتھر کے اس سانپ کے پاس جا کر اس سے مشورہ لینا ہو گا۔
کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ آدھی رات کو اس پتھر کے سانپ
کے منہ سے سیٹی کی آواز آتی ہے۔

ماریا نے پوچھا

کیا یہ سانپ بات بھی کرتا ہے!

ناگن بولی۔

مجھے یقین ہے ماریا بہن کہ یہ پرانے سانپ کا
بت ہم سے ضرور بات کرے گا۔ کیونکہ یہ معاملہ ناگ دیوتا
کی بہن کا ہے۔

سانپ نے کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہم آج رات ہی پتھر کے سانپ کے پاس جائیں گے
دوسری طرف جب صبح ہوئی اور رکمنی جوگن جاگی تو اسے
معلوم ہوا کہ اس کی گٹھڑی میں سے ماریا کا پتلا غائب ہے۔
جوگی کے ساتھ تارا بھی پریشان ہوگئی۔ کیونکہ ماریا کے پتلے
ابھی انہیں بے شمار خزانوں کا پتہ بتانا تھا۔ رکمنی کا پارہ [illegible]
گیا۔ اس نے تارا پر الزام لگایا کہ ماریا کا پتلا اسی نے
خزانے کے لالچ میں آکر گم کیا ہے۔ بڑی مشکل سے تارا
نے رکمنی کو یقین دلایا کہ پتلا اس نے نہیں چھپایا بلکہ کسی
نے اسے چرا لیا ہے۔ رکمنی جوگن نے ایک خاص منتر پڑھ
کر گیان دھیان کیا تو اسے صرف اتنا ہی علم ہو سکا کہ ماریا
کے پتلے کو کوئی سانپ اٹھا کر لے گیا ہے اور پتلا ابھی
تک اسی شہر میں ہی ہے۔

اب رکمنی جوگن نے ماریا کے پتلے کی تلاش شروع
کر دی۔ وہ سارا دن دلی شہر کے قبرستانوں ہندوؤں کے مردے
جلانے والے شمشانوں، پرانے کھنڈروں اور ویران علاقوں میں
تلاش کرتی رہی مگر ماریا کے پتلے کا کوئی سراغ نہ ملا۔ رکمنی جوگن
نے ایک سانپ کو بلا کر ماریا کے پتلے کے بارے میں پوچھا
تو اس نے کہا کہ وہ نہیں جانتا کہ پتلا کہاں پر ہے۔ رکمنی
ماریا کے پتلے کے بغیر واپس اپنے شہر نہیں جا سکتی تھی۔

رکمنی نے جوگن کا بھیس بدلا اور اس سانپ کی تلاش میں
نکل کھڑی ہوئی جس نے ماریا کے پتلے کو چھپایا تھا۔
وہ قبرستانوں ویرانوں اور کھنڈروں میں جا کر بین بجاتی۔
وہاں جو کوئی سانپ چھپا ہوتا۔ رکمنی کی بین کی آواز پر باہر آ
جاتا۔ رکمنی سانپ کی زبان میں اس سے ماریا کے پتلے کے
بارے میں سوال کرتی۔ جب سانپ لاعلمی کا اظہار کرتا۔ تو
رکمنی جوگن آگے چل دیتی۔ سارا دن شہر کی دربدری کے بعد
شام کو رکمنی جوگن واپس تارا کے گھر آگئی

ادھر ماریا کا پتلا اپنے ہمدرد سانپ اور اس کی ناگن
[illegible] کے پاس پرانے قلعے کی سرنگ میں موجود تھا۔ جب
[illegible] آدھی رات کا وقت ہوا تو ناگن اکیلی ہی قلعے کی سب سے
نچلی سرنگ میں اس جگہ آگئی جہاں دیوار میں ہزار سال پرانے
سانپ کا پتھر کا بت بنا ہوا تھا۔ ٹھیک آدھی رات کے وقت
پتھر کے سانپ کے منہ میں سے سیٹی کی ہلکی ہلکی آواز
نکلنے لگی۔

ناگن نے بت کے آگے اپنا سر جھکایا اور اپنی زبان
میں کہا۔

"سانپ دیوتا! اگر تم بول سکتے ہو تو مجھ سے بات
کرو۔ میرے پاس ناگ دیوتا کی بہن ماریا سخت مصیبت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی حالت میں آئی ہے۔ ایک جوگن نے اسے منتر پھونک کر چھوٹا سا پتلا بنا دیا ہے اور اس کی مدد سے یہ لالچی جوگن زمین کے اندر چھپے خزانے نکالنا چاہتی ہے جو زمین کی امانت ہیں اور جس کی ہم ہمیشہ سے حفاظت کرتے آئے ہیں۔

پتھر کے سانپ کے منہ سے سیٹی کی آواز نکلنا بند ہو گئی۔ پھر پتھر کے سانپ نے بہت ہی دھیمی آواز میں کہا۔

مکار رکمنی جوگن شہر میں ماریا کے پتلے کی تلاش میں بھٹکتی پھر رہی ہے۔ وہ کل دن میں کسی وقت اس پرانے قلعے میں بھی آئے گی۔ تم کسی طرح اسے بہلا پھسلا کر یہاں اس سرنگ میں میرے بالکل سامنے لا کر بٹھا دو۔ باقی میں سنبھال لوں گا۔ اب تم جاؤ۔

ناگن خوشی خوشی واپس ماریا اور سانپ کے پاس آگئی۔ انہیں پتھر کے سانپ کی تجویز بیان کی اور کہا کہ کل رکمنی جوگن سے مل کر اسے قلعے کی نچلی سرنگ میں لے آؤں گی۔ تم فکر نہ کرو۔ یہ کام میں بڑی ہوشیاری اور چالاکی سے کروں گی۔

دوسرے دن ناگن قلعے کے بڑے دروازے کے پاس

ملبے کے ایک ڈھیر کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئی۔ اس کی نظر قلعے کے باہر جاتی ویران سڑک پر لگی تھیں جو دور تک ویران تھی۔ جب کافی دیر گزر گئی تو دور سے ناگن کو بین کی آواز سنائی دی۔ اس نے دیکھا کہ سڑک پر ایک گیروے کپڑوں والی جوگن بین بجاتی قلعے کی طرف چلی آرہی ہے۔

ناگن سمجھ گئی کہ یہی رکمنی جوگن ہے جو ماریا کے پتلے کی تلاش میں آرہی ہے۔ ناگن خاموشی سے چھپی رہی۔ رکمنی ناگن قلعے کے اندر آکر زور زور سے بین بجانے لگی۔ ناگن ملبے کے ڈھیر کے پیچھے سے نکل کر جوگن کے سامنے آکر بین کی دھن پر رقص کرنے لگی۔

رکمنی جوگن نے بین بجانی بند کر دی اور ناگن سے سوال کیا۔

کیا تم کسی ایسے سانپ کو جانتی ہو جو ایک چھوٹا سا پتلا اٹھا کر لے آیا ہو؟

ناگن دل میں بڑی خوش ہوئی اس نے کہا

جوگن دیوی جی! ایک سانپ یہاں آیا تھا۔ اس کے پاس ایک چھوٹا سا پتلا بھی تھا۔

رکمنی جوگن نے جلدی سے پوچھا

کہاں ہے وہ پتلا؟ مجھے وہاں لے چلو۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگن نے کہا

— وہ کسی عورت کا چھوٹا سا پتلا تھا جوگن دیوی اور سانپ اسے اس قلعے کی سب سے پچھلی سرنگ میں چھپا کے بعد کہیں چلا گیا ہے۔ میرے ساتھ آئیے۔ میں آپ کو پتلے کے پاس لئے چلتی ہوں۔

رکمنی جوگن کے دل کا کنول خوشی سے کھل اٹھا۔ اس کی من کی مراد بھر آئی تھی اور گمشدہ پتلا اسے پھر سے مل گیا تھا۔ وہ ناگن کے ساتھ ساتھ چل پڑی۔ ناگن بڑی ہوشیاری سے رکمنی جوگن کو پچھلی سرنگ میں لے آئی۔ رکمنی نے کہا

یہاں تو بڑا اندھیرا ہے وہ پتلا کہاں پڑا ہے!

ناگن نے ادب سے کہا

جوگن دیوی! میں آپ کو پتلے کے پاس ہی لئے جا رہی ہوں۔ سانپ نے اسے پچھلی سرنگ میں ایک جگہ چھپایا ہوا ہے۔

رکمنی جوگن پتلے کے لالچ میں ناگن کے ساتھ پچھلی سرنگ میں بھی آگئی۔ جس جگہ دیوار میں ہزاروں برس پرانے سانپ کا بت بنا ہوا تھا۔ وہاں آکر ناگن نے رکمنی جوگن سے کہا

جوگن دیوی جی! سانپ نے اس بت کے پیچھے پتلے کو چھپایا تھا۔ تم بت کے سامنے بیٹھ جاؤ۔ میں پتلے

زمین کے پیچھے سے نکال کر لاتی ہوں

رکمنی جوگن کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ جس طرح وہ دوسروں کے ساتھ دھوکہ فریب کرتی رہی ہے، آج اس کے ساتھ بھی فریب کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ اس دنیا میں جو کوئی کسی کے ساتھ برائی کرتا ہے۔ اس کو اس کی سزا مل کر رہتی ہے۔ یہ کائنات کا اٹل قانون ہے۔ نیکی کرو گے۔ بدلے میں نیکی پاؤ گے۔ برائی کرو گے۔ بدلے میں برائی ہی ملے گی۔ چنانچہ اس وقت رکمنی جوگن کو اس کی مکاریوں اور جادو کے بازیوں کی سزا ملنے والی تھی۔

ماریا کے پتلے کے مل جانے کی خوشی میں رکمنی جوگن نے ویسا ہی کیا جیسا ناگن نے اسے کہا تھا۔ وہ پتھر کے سانپ کے بالکل سامنے زمین پر بیٹھ گئی۔ ناگن سانپ کے بت کے پیچھے چلی گئی اور ایک پتھر کے پیچھے سے ذرا سی گردن نکال کر رکمنی جوگن کو تکنے لگی۔

جونہی رکمنی جوگن پتھر کے سانپ کے سامنے آئی۔ پتھر کے سانپ کے ماتھے سے ایک سرخ شعاع نکل کر رکمنی جوگن پر پڑی۔ اس سرخ شعاع میں جانے کیا طلسم تھا کہ شعاع کے پڑتے ہی رکمنی جوگن ایک دم سے چھوٹی ہوتی گئی اور پھر وہ بھی ماریا کے پتلے جتنی ہو گئی۔ ناگن نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ عالم دیکھ تو پیچھے سے نکل آئی۔
پتھر کے سانپ نے کہا

ناگن! اس جوگن نے ناگ دیوتا کی بہن ماریا کے ساتھ جو ظلم کیا تھا اب اس کی سزا بھگتے گی۔ اس کو دولت کا لالچ تھا۔ میں نے اسے سونے کی چھوٹی مورتی میں تبدیل کر دیا ہے۔ اب تم اس سونے کی مورتی کو ماریا کے پتلے کے پاس لے جا کر اس کے جسم سے رگڑو۔ ماریا اپنی اصلی حالت میں واپس آجائے گی۔

ناگن نے کہا

سانپ دیوتا! تمہارا شکریہ مگر اس رکمنی جوگن کے پتلے کو ہم کیا کریں گے؟

پتھر کے سانپ کی آواز آئی۔

رکمنی جوگن کو سونے چاندی کے خزانوں کا شوق تھا اب یہ خود سونے کا خزانہ بن گئی ہے۔ اسے تم زمین کے اندر دفن کر دینا جس طرح کہ لوگ خزانے دفن کیا کرتے ہیں اب تم جاؤ۔

ناگن نے رکمنی جوگن کے سونے کے بے جان پتلے کو دم کے ساتھ لپیٹ کر اٹھایا اور اپنے بھائی سانپ اور ماریا کے پاس آگئی۔ ساری کہانی سنائی اور پھر رکمنی کے سونے کے پتلے کو ماریا کے پتلے کے ساتھ ذرا سا رگڑا۔ اس کے ساتھ ہی ماریا ایک دم سے غائب ہو گئی۔ ماریا اپنی اصلی حالت میں واپس آگئی تھی۔ ناگن اور اس کا بھائی سانپ حیرت سے ادھر ادھر تکنے لگے۔ کیونکہ انہیں ماریا نظر نہیں آ رہی تھی۔ ماریا نے کہا

میرے بھائی سانپ اور میری بہن ناگن! میں تمہارے پاس موجود ہوں۔ تمہاری مہربانی سے اپنی اصلی حالت میں واپس آ چکی ہوں۔ میں تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھلاؤں گی۔

سانپ کی بہن ناگن نے کہا

ناگ دیوتا کی عظیم بہن کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے۔

پھر انہوں نے ایک جگہ زمین کھود کر رکمنی جوگن کے بے جان پتلے کو مٹی کے اندر دفن کر دیا۔ ماریا نے ناگن کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا اس کے بھائی سانپ کے ساتھ بھی اسے پیار کیا۔ سانپ نے ماریا سے پوچھا کہ اب وہ کہاں جانا چاہتی ہے۔ ماریا نے کہا

رکمنی کی سہیلی تارا کے پاس لوٹا ہوا خزانہ موجود ہے۔ وہ خزانہ واپس زمین کے حوالے کرنا ہے جو زمین کی امانت ہے۔ تم میرے ساتھ آؤ۔

ماریا نے سانپ کو اٹھایا اور جہاں پر رکمنی کی قبر کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گلیوں میں آ گئی۔ رات کے دو بج رہے تھے۔ ہر طرف سنا
چھا رہا تھا۔ دہلی شہر کی سڑکوں اور گلیوں میں بجلی کے
کھمبوں پر بلب روشن تھے۔ سڑکیں خالی تھیں لوگ اپنے اپنے
گھروں میں سو رہے تھے۔ مالیا کو رکمنی جوگن کی سہیلی تارا کے
گھر کا پتہ تھا۔ وہ سانپ کو لے کر اس کے گھر میں داخل
ہوئی تو دیکھا کہ ایک کوٹھڑی میں تارا اپنے دو ساتھیوں
کے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔ دونوں آدمی شکل ہی سے
ڈاکو اور بدمعاش لگ رہے تھے۔ ان کے گلے میں
پستول بھی لٹک رہے تھے۔

تارا کہہ رہی تھی۔

رکمنی صبح سے گئی ہوئی ہے۔ اتنی رات ہو گئی ہے
وہ ابھی تک نہیں آئی۔ اگر وہ آ جائے تو تم دونوں مل کر
اسے موت کے گھاٹ اتار دینا پھر ہم اس کے حصے کا
خزانہ بھی آپس میں بانٹ لیں گے۔

ایک بدمعاش مونچھوں پر ہاتھ پھیر کر بولا۔

اسے آ لینے دو۔ آتے ہی اس کی گردن مروڑ کر رکھ
دوں گا۔

تارا بولی۔

رکمنی جوگن طلسمی منتر بھی جانتی ہے تمہیں یہ کام بڑی

ہوشیاری سے کرنا ہوگا

دوسرا بدمعاش بولا۔

تم فکر نہ کرو تارا بائی۔ ہم رکمنی پر اچانک حملہ کریں گے
اسے اتنا موقع ہی نہیں دیں گے کہ وہ ہم پر کوئی طلسمی منتر
پھونک سکے۔

مونچھوں والا بدمعاش کہنے لگا۔

ذرا وہ خزانہ تو نکال کر دکھاؤ تارا بائی۔ ہم بھی تو
خزانے کے درشن کریں۔

تارا نے تخت کے نیچے سے دونوں پلاسٹک کے تھیلے
نکال کر کھول دیئے۔ ان میں ایک تارا کا تھیلا تھا اور دوسرا
رکمنی جوگن کا تھیلا تھا۔ بدمعاشوں نے قیمتی جواہرات ہیرے
موتی اور سونے کے زیورات دیکھے تو آنکھیں کھلی
کی کھلی رہ گئیں۔ تارا کسی کام سے دوسرے کمرے میں
گئی تو ایک بدمعاش دوسرے سے کہنے لگا۔

ارے رامو! اس تارا بائی کا بھی قصہ ختم کر دیتے
ہیں۔ اس کا مال بھی ہم آپس میں بانٹ لیں گے۔

رامو بدمعاش بولا۔

بات تو تم نے ٹھیک کہی ہے شامو۔ تو پھر ذرا اپنا
خنجر نکال کر مجھے دے دے۔ گولی چلائی تو محلے والے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھاگ پڑیں گے۔ ستارا باؤ کے نے خنجر کا ایک بیکار وار بھی کافی ہوگا

شامو بدمعاش نے اپنا خنجر نکال کر رامو کے حوالے کر دیا۔ رامو بدمعاش نے خنجر اپنی چادر کے نیچے چھپا لیا۔ ماریا اور سانپ قریب ہی تھے۔ ماریا دونوں بدمعاشوں کی باتیں سن رہی تھی۔ ماریا سمجھتی تھی کہ ستارا کا زیادہ قصور نہیں ہے اس لئے اسے نہیں مرنا چاہیئے۔ پھر وہ کیسے دیکھ سکتی تھی کہ ایک بدمعاش کسی عورت کو جان سے مار ڈالے۔ ماریا نے دیکھا کہ ستارا دوسرے کمرے سے آئی تو اس نے طشتری میں دودھ کے گلاس اٹھا رکھے تھے۔

یہ لو۔ تمہارے لئے لائی ہوں۔ رکمنی جوگن جب تک نہیں آتی تم دودھ پی کر اپنا حوصلہ بڑھاؤ۔

رامو اور شامو بدمعاشوں نے ایک دوسرے کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا اور دودھ پینے لگے۔ ستارا تخت کے پاس آ کر بیٹھ گئی اور خزانے کے تھیلوں کو بند کرنے لگی۔ ماریا کی نگاہ بدمعاش پر تھی اس نے چادر کے نیچے سے آہستہ آہستہ ہاتھ کھسکایا۔ وہ ستارا پر وار کرنے ہی والا تھا کہ ماریا نے پیچھے سے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ اتنی زور سے مارا کہ خنجر اس کے ہاتھ سے اچھل کر چھت میں جا لگا۔ ستارا اور دونوں بدمعاش چونکے۔ ستارا سمجھ گئی کہ بدمعاشوں نے اسے مار ڈالنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ وہ دوسرے کمرے کی طرف بھاگی۔ رامو نے چلا کر کہا

تمہارا خنجر اوپر کیسے چلا گیا حرام خور۔ اب میں اس پر گولی چلاتا ہوں۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ پستول نکالتا ماریا نے اس کی گردن پر زور سے لات ماری۔ بدمعاش کی گردن ٹیڑھی ہو گئی اور وہ اسی طرح فرش پر لڑھک گیا۔ دوسرے بدمعاش پر خوف طاری ہو گیا تھا۔ کیونکہ اس سے پہلے کسی نے اس کے ہاتھ پر بھی زور سے ہاتھ مار کر خنجر اڑا دیا تھا۔ وہ ڈر کر باہر والے دروازے کی طرف بھاگا۔ ماریا نے اسے بھی راستے میں جا لیا اور سانپ سے کہا

یہ قاتل لوگ ہیں۔ ان پر رحم نہیں کیا جا سکتا۔ نہ جانے یہ اب تک کتنے بے گناہ لوگوں کو مار چکے ہیں۔ تو تم اس کو سزا دو۔

سانپ اچھل کر بدمعاش کی گردن پر گرا اور اسے زہر ڈس دیا

دوسرا بدمعاش چیخ مار کر گرا اور سانپ کے خطرناک زہر نے اسے اٹھنے کی مہلت ہی نہ دی۔ ستارا ڈر کے مارے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوسرے کمرے کے غسل خانے میں جا کر بند ہو گئی تھی۔ اس نے اندر سے کنڈی لگالی تھی اور دہشت کے مارے کانپ رہی تھی۔ ماریا غسل خانے کے بند دروازے میں سے گزر کر اس کے پاس چلی گئی۔

اس نے دیکھا کہ ستارا باقی غسل خانے کے کونے میں دبکی بیٹھی ہے اور دہشت کے مارے لرز رہی ہے۔ ماریا نے کہا

اس دولت کو لے کر کیا کرو گی جو تمہیں خوشی نہ دے سکی اور جس کی وجہ سے تمہیں جان کے لالے پڑ گئے

اس آواز پر ستارا کے منہ سے مارے دہشت کے چیخ نکل گئی۔

ماریا نے کہا

گھبراؤ نہیں۔ میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گی۔

ستارا نے ڈرتے ڈرتے کہا

تم۔ تم کون ہو؟

ماریا نے کہا

میں وہی پتلا ہوں جس کو تمہاری سہیلی رکمنی نے اپنی گٹھڑی میں چھپا رکھا تھا اور جس نے اسے خزانے کا پتہ بتایا تھا۔ باہر نکل آؤ۔ دونوں بدمعاش اپنے

انجام کو پہنچ گئے ہیں۔ وہ اب تمہیں کچھ نہیں کہہ سکتے۔

ستارا نے ڈرتے ڈرتے دروازہ کھولا۔ دوسرے کمرے میں آئی تو دیکھا کہ دونوں بدمعاشوں کی لاشیں پڑی تھیں ستارا تو اور زیادہ ڈر گئی۔ ماریا نے کہا

تمہیں اب ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ تمہارے ساتھی تھے۔ یہ قاتل اور ڈاکو تھے۔ ان کو ان کے گناہوں کی سزا مل گئی۔ میں تمہیں معاف کرتی ہوں اور یہ خزانہ اپنے ساتھ لے جا رہی ہوں تاکہ زمین کی امانت زمین کو واپس مل جائے۔

ماریا نے سارے خزانے کو ایک ہی تھیلے میں ڈالا اور اسے اٹھا لیا۔ ستارا کی آنکھوں کے سامنے خزانے کا تھیلا غائب ہوگیا۔ اس نے ہاتھ باندھ لئے اور بولی۔

دیوی! میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتی ہوں۔ آئندہ کبھی ایسا نہیں کروں گی۔ محنت مزدوری کر کے روکھی سوکھی کھاؤں گی اور اپنے رب کی عبادت کرتے ہوئے زندگی گزاروں گی۔ مگر یہ تو بتائیں کہ رکمنی جوگن کہاں ہے؟

ماریا نے کہا

اسے زمین نے اپنے اندر نگل لیا ہے۔ وہ خزانے کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لاپتی تھی۔ قدرت نے اسے خزانہ بنا کر زمین کے [illegible]
پہنچا دیا ہے۔

یہ کہہ کر ماریا نے سانپ کو ساتھ لیا۔ خزانے کا [illegible] اٹھایا اور تارا بائی کے گھر سے نکل کر فضا میں پرواز [illegible] گئی۔ وہ سب سے پہلے دریا پار پرانے قبرستان [illegible] آئی۔ یہاں خزانے کو واپس زمین کے اندر دبا کر [illegible] کو اوپر سے درست کر دیا اور سانپ سے پوچھا کہ [illegible] کہاں جانا چاہتا ہے؟ اس نے کہا

ناگ دیوتا کی عظیم بہن ماریا! میں واپس اپنے گھر جاؤں گا۔ اگر میرے لائق کوئی اور خدمت ہو [illegible] مجھے ضرور بتاؤ۔

ماریا نے کہا

نہیں میرے بھائی! تم اور تمہاری بہن نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے اور میں اسے ہمیشہ یاد رکھوں گی۔ اب میں واپس میرٹھ کے قلعے میں جا کر یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ جس بے گناہ قیدی کو میں چھڑوانا چاہتی تھی وہ کس حالت میں ہے۔

یہ کہہ کر ماریا فضا میں پرواز کر گئی۔

سورج نکلنے تک ماریا میرٹھ کے قلعے والے فوجی ہیڈکوارٹر

پہنچ گئی۔ یہاں سیکورٹی کے زبردست انتظامات اور جگہ جگہ پہرے کو دیکھ کر ماریا کا ماتھا ٹھنکا۔ اس نے ایک سکھ سپاہی کو دوسرے سے بات کرتے سن لیا۔ وہ اسے بتا رہا تھا کہ پاکستانی لڑکے کے فرار کے بعد ہمارے لئے مصیبت بن گئی ہے اور سارا سارا دن ڈیوٹی پر کھڑے رہنا پڑتا ہے۔ ماریا کو خوشی ہوئی کہ بے گناہ پاکستانی لڑکا ماریا کے دوست بزرگ سانپ کی مدد سے فرار ہو چکا ہے۔ اب بھارت میں اس کا دل نہیں لگتا تھا۔ ویسے بھی اسے عنبر ناگ اور کیٹی کی تلاش بھی تھی۔ وہ لاہور کی طرف پرواز کرنے لگی۔ دوپہر کے وقت ماریا لاہور میں تھی۔ وہ فیروزپور روڈ کے اوپر سے گزر رہی تھی کہ ایک جگہ اس نے بورڈ لگا دیکھا جس پر لکھا تھا

یہاں جادو کے ذریعے بیماریوں کا علاج کیا جاتا ہے۔

بورڈ پر کھوپڑی اور ہڈیوں کی تصویر بھی بنی تھی۔ ایک جن کی شکل بھی ساتھ ہی بنی ہوئی تھی۔ ماریا یونہی دلچسپی کے لئے اس جادوگر عامل کی بیٹھک میں آ گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ کمرے میں موم بتیاں جل رہی ہیں۔ اگر بتیاں سلگ رہی ہیں اور دو عورتیں سر جھکائے دوزانو ہو کر بیٹھی ہیں ان کے سامنے تخت پر ایک لمبی ڈاڑھی والا ہٹا کٹا آدمی سر پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جادوگروں والی ٹوپی پہنے بیٹھا ہوا بھی اوٹ پٹانگ منتر پڑھ رہا ہے۔ دونوں عورتوں میں سے ایک دبلی پتلی سی لڑکی ہے۔ اس لڑکی نے سونے کے زیور پہن رکھے ہیں جادوگر عامل نے لال لال آنکھیں نکال کر دوسری عورت سے کہا۔

اب تم اس لڑکی کو میرے پاس چھوڑ کر چلی جاؤ ایک گھنٹے بعد واپس آنا۔ اس لڑکی پر جس بھوت کا سایہ ہے وہ بڑا خطرناک بھوت ہے۔ تمہارے جانے کے بعد میں اس بھوت کو نکال دوں گا۔ جاؤ۔ جاؤ۔

بے چاری عورت جو اس لڑکی کی ماں لگتی تھی ہاتھ باندھ کر بولی۔

پیر جی! میری بیٹی کا جن اتر جائے گا نا؟

جھوٹے جادوگر عامل نے چلا کر کہا

ضرور نکل جائے گا۔ جن کا باپ بھی میرے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔

وہم پرست عورت سلام کر کے کمرے سے چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی مکار عامل نے لڑکی کو حکم دیا۔

اپنے سارے زیور اتار کر رومال میں لپیٹ دو۔

لڑکی نے ایسے ہی کیا۔ اپنے سارے سونے کے زیور اتار کر رومال میں باندھ کر عامل کے حوالے کر دیئے۔ نقلی عامل نے زیور کی پوٹلی اپنے تخت پر سرہانے کے نیچے رکھ لی اور اوٹ پٹانگ منتر پڑھنے کے بعد بولا۔

تجھ پر جس جن کا قبضہ ہے وہ تم سے پوچھنا چاہتا ہے کہ تمہارے گھر میں روپیہ پیسہ کہاں پڑا ہے۔

لڑکی نے ڈرتے ڈرتے کہا

میرے ڈیڈی کے پاس نوٹوں سے بھرا ہوا ایک ہی اٹیچی کیس ہے جو وہ ....

ماریا نے جلدی سے لڑکی کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ لڑکی بوکھلا کر وہیں سن ہو کر رہ گئی۔ جھوٹے عامل نے چلا کر کہا

بتاتی کیوں نہیں۔ کہاں رکھا ہے۔ نوٹوں کو تمہارے باپ نے!

لڑکی کا منہ تو ماریا نے بند کر رکھا تھا۔ جھوٹے جادوگر کو ماریا کا ہاتھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ مگر لڑکی کا منہ وہ بند دیکھ رہا تھا۔ لڑکی سر ادھر ادھر مار رہی تھی۔ ماریا نے آواز میں مردانہ پن پیدا کرتے ہوئے کہا

یہ نہیں بتائے گی میں تمہیں بتاتا ہوں۔

اتنا کہہ کر ماریا نے لڑکی کو چھوڑ دیا اور جھوٹے پیر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جادوگر کی گردن پہ پاؤں رکھ کر اسے اتنی زور سے دبایا کہ اس کی چیخیں نکل گئیں۔ اور وہ ہاتھ باندھ کر تھرتھر کانپتے ہوئے بولا۔

جن جی! مجھے معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔

ماریا نے کہا

وعدہ کرو کہ تم آئندہ سے یہ مکروہ اور دھوکے بازی کا کام نہیں کرو گے۔ اس لڑکے کو اس کے زیور واپس کر دو۔ اپنے مکان کے باہر سے بورڈ اتار دو اور اس شہر سے فوراً نکل جاؤ۔ یاد رکھو۔ تم نے اگر کسی دوسرے شہر میں بھی جا کر ان پڑھ جاہل عورتوں کو بھلا پھسلا کر انہیں لوٹنے کا کام شروع کیا تو میں وہاں بھی پہنچ جاؤں گا اور پھر تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا

جھوٹے پیر نے ہاتھ جوڑ کر کہا

میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب یہ دھوکے بازی کا فراڈ کام کبھی نہیں کروں گا۔ کبھی نہیں کروں گا۔ میری جان بخش دو۔

ماریا نے نقلی جادوگر پیر کو اٹھا کر بیٹھک سے باہر پھینک دیا۔ وہ بازار میں دھڑام سے گرا اور چیخنا

چلاتا ایک طرف کو بھاگ اٹھا۔ لڑکی کی خوف کے مارے بری حالت ہو رہی تھی۔ اس کی ماں وہ ڈر کے مارے سہم گئی۔ ماریا نے زیور اس کی ماں کے حوالے کئے اور بولی۔

تمہاری لڑکی بیمار ہے تو کسی ڈاکٹر کو دکھاؤ۔ خبردار اگر آئندہ تم اسے لے کر کسی نقلی جادوگر کے پاس گئیں۔

ماں اور لڑکی دہشت کے مارے سوکھے پتے کی طرح کانپ رہی تھیں۔ ماریا یہ کہہ کر بیٹھک سے پرواز کر گئی۔ اب وہ گلبرگ کی طرف آ گئی۔ سارا دن اس نے گلبرگ کی سیر کرتے گزار دیا۔ رات ہوئی تو ایک چینی ریستوران میں آ گئی جہاں لوگ بیٹھے بڑے شوق سے چینی کھانے کھا رہے تھے۔ ماریا نے دیکھا کہ ریستوران سے باہر سڑک پر ایک غریب بھکارن عورت اپنے بھوکے بچے کو سینے سے لگائے بیٹھی ہے لوگ کاروں میں آتے ہیں اور ہوٹل کی طرف چلے جاتے ہیں بھکاری عورت کو کوئی نہیں پوچھتا۔ ماریا کو بڑا دکھ ہوا۔ وہ ریستوران کے اندر گئی۔ باورچی خانے میں سے اس نے ایک تھیلے میں چاول اور بھنا ہوا گوشت رکھا اور باہر لا کر بھکاری عورت کی جھولی میں ڈال دیا۔ بھکاری عورت تو دنگ رہ گئی کہ یہ کھانا کہاں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے آ گئی۔ مگر جسے کی بھوک تھی۔ فوراً خود بھی کھانے لگی اور اپنے بھوکے بچے کو بھی کھلانا شروع کر دیا۔ ماریا مسکراتی ہوئی وہاں سے پرواز کر گئی۔

گلبرگ اور ماڈل ٹاؤن کے علاقے میں گھومتے گھومتے ماریا کو رات ہو گئی۔ بنگلوں اور کوٹھیوں کی بتیاں بجھ گئیں، سڑکیں سنسان ہو گئیں اور لوگ گہری نیند میں کھو گئے۔ کبھی کبھی کوئی کار سڑک پر سے گزر جاتی تھی۔ شاید رات کا ایک بج رہا تھا۔ ماریا گارڈن ٹاؤن کی خوبصورت کوٹھیوں کے قریب سے گزر رہی تھی کہ اچانک اس نے ایک کوٹھی کی پچھلی دیوار پہ ایک سائے کو چڑھتے دیکھا

ماریا نے قریب آ کر دیکھا کہ یہ کوئی چور تھا۔ رسی کی مدد سے وہ کوٹھی کے پچھلے لان میں کود گیا۔ وہاں اس کا دوسرا ساتھی پہلے سے جھاڑیوں کی اوٹ میں چھپا بیٹھا تھا۔ یہاں انہوں نے جیبوں سے اپنا اپنا پستول نکال کر اس کا جائزہ لیا اور سرگوشی میں باتیں کرنے لگے۔ وہ کوٹھی میں ڈاکے کا پروگرام بنا کر آئے تھے۔

ماریا نے ان ڈاکوؤں کو وہیں چھوڑا اور خود کوٹھی کے اندر چلی آئی اس نے دیکھا کہ ایک کمرے میں ایک بڑی تجوری رکھی تھی جس کے آگے پلنگ پر ایک بیگم صاحبہ بڑے مزے سے کمبل اوڑھ کر سو رہی تھی۔ گھر میں اور کوئی نہیں تھا۔ شاید ڈاکوؤں کو کسی نے پہلے سے بتا دیا تھا کہ آج رات کوٹھی میں صرف بیگم صاحبہ ہی ہوں گی۔ نوکر اپنے کوارٹر میں سو رہے تھے۔

ماریا بیڈ روم سے باہر نکلی تو دیکھا کہ دونوں ڈاکو جھاڑیوں میں نہیں تھے۔ اس نے ادھر ادھر تلاش کیا۔ ڈاکو تو جیسے غائب ہی ہو گئے تھے۔ ماریا تیزی سے کوٹھی کے چاروں طرف گھوم گئی۔ مگر اسے دونوں ڈاکو کہیں بھی دکھائی نہ دیئے وہ پریشان سی ہو کر کوٹھی کے پچھلے لان میں واپس آ گئی اور درختوں اور جھاڑیوں کے پیچھے جا کر ڈاکوؤں کو تلاش کرنے لگی۔ اچانک کوٹھی کے بیڈ روم میں سے کسی عورت کی چیخ بلند ہوئی۔ ماریا اچھل کر بیڈ روم کی طرف لپکی۔

اس سے آگے کیا ہوا۔ یہ جاننے کے لئے عنبر ناگ اور ماریا کی اگلی قسط نمبر ۱۲۳ مینار کا بھوت پڑھنا نہ بھولیے۔